رسالہ ہذا ممبران مجلس حزب الاحناف لاہور کو مفت اور غیر ممبران کو بقیمت [illegible]

لیڈری

یا

قومی ہمدردی کے پردہ میں ڈاکہ زنی

نبذے از لیڈریتِ مسٹر ظفر علیخان

اپنے کلماتِ کفریہ پر اُسکا اصرار اور

حامیوں کی بضاعت علم و ایمان

ربِّ اعوذ بک من ہمزاتِ الشیاطین

خلافت کمیٹیوں کی دیانتداری اور

لیڈرانِ خلافت کی عیاری

یعنی

اُنکی کہانی اُنہی کی زبانی

[illegible]

حسب ایما مجلس حزب الاحناف لاہور
باہتمام میر قدرت اللہ مینیجر مطبوع گردید

اغراض و مقاصد حزب الاحناف لاہور

(۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی رغبت دلانا اور رسوماتِ قبیحہ کا سدِّ باب کرنا (۲) مخالفین اسلام بالخصوص معاندین اہلسنت و جماعت کے حملوں کی بذریعہ تقریر و تحریر وغیرہ روک تھام کرنا اور ادیانِ باطلہ و فرقہ ہائے کاذبہ کا رد کرنا (۳) تمام اہلسنت کو ایک لڑی میں پرونا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور انکو صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا (۴) اہلسنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا۔

شرائط ممبری

(۱) انجمن ہذا کا رکن ہر شخص جو صحیح العقیدہ حنفی ہو (۲) رکن کو صلاح و سعادت و متانت کی صورت پیش کرنا ہوگی (۳) چندہ ممبری ۴ر ماہوار اور صاحبدل بزرگوار جسقدر زائد عطا فرماویں شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

پانچ چھ سال گذشتہ محاربۂ یورپ کے باعث سطح ہند کی حالت کچھ ایسی مکدّر ہوئی کہ حکومت اور رعایا کے درمیان کشمکش شروع ہوئی اسوقت ہندوستان میں دو شہری جماعتیں یعنے ہندو اور مسلمان اِن میں سے سیاسی دماغ لیڈروں نے باہمد گر اتحاد کو ذریعۂ کامیابی سمجھا۔ چنانچہ متحدانہ جذبات اس حدتک جا پہنچے کہ بعض مسلم مگر مذہب سے ناآشنائے محض سیاسی لیڈر وہ کلمات کہہ گذرے جنہیں علمائے اسلام نے خلاف اسلام بتایا۔ مثلاً ایک لیڈر صاحب نے کہا "میں نے اپنی ذات سے ارادہ کرلیا ہے کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑونگا چاہے وہ میری بزرگ ماں تک کو بےحرمت کرے۔ میری بیٹی اور بہو کو بےحرمت کرے۔ میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے۔ میری مسجد کو شہید کرڈالے" وغیرہ (اخبار وکیل امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء بحوالہ اخبار خلافت ۵ دسمبر ۱۹۲۳ء)

دوسرے لیڈر صاحب نے فرمایا: کہ میرا دھرم بھی سکھ دھرم ہے۔ اسلام اور سکھ دھرم میں کوئی فرق نہیں (روزانہ پیسہ اخبار ۲۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء) تیسرے لیڈر صاحب نے کہا:۔ ای ہندو بھائیو دعا کرو اگر ہندوؤں کا مذہب سچا ہے تو ایشور پرماتما مجھے ہندو مارے۔ اور اے مسلمانو تم دعا کرو اگر مسلمانوں کا مذہب سچا ہے تو اللہ مجھے مسلمان مارے" (وکیل امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء بحوالہ اخبار مشرق گورکھپور ۲ دسمبر ۱۹۲۳ء) چوتھے لیڈر صاحب کی نسبت خود اخبار زمیندار مؤرخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء میں یہہ روائیت شائع کیگئی کہ احمدآباد میں کانگریس کے بعد جو پرائیویٹ جلسہ ہوا اسمیں بحیثیت صدر کھڑے ہوکر انہوں نے پہلے اپنی ٹوپی اُتار کر (مسٹر) گاندھی جی کے قدموں پر ڈال دی۔ پھر دوزانو ہوکر اُنکے قدموں پر سجدہ کیا۔۔۔۔ یہ واقعہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے مولنا صاحب اور اُنکے دوسرے بڑے بھائی مولنا صاحب ہمیشہ (مسٹر) گاندھی کے پاؤں چوما کرتے ہیں علاوہ بریں اس قسم کا طوفان بےتمیزی اور طغیانِ کفر پھیل گئی کہ شاہی مسجد لاہور دبہ حضرت

محی الدین شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہے) میں منبر اسلامی پر ایک نہایت بدمست شرابی سکھہ کو چڑھا کر اُسکے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ اور ایک بدمعاشانہ تقریر اوس سے کرائی گئی اسیطرح دار الخلافۂ ہند یعنے دھلی شریف کی جامع مسجد (جو حضرت محمد شہاب الدین شاہجہاں بادشاہ غازی نور اللہ مرقدہٗ کی بنا کردہ ہے) میں لالہ شردھانند جیسے متعصب آریہ لیڈر کو (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور دین اسلام کا سخت مخالف ہے) منبر اسلامی پر بٹھا کر اوس سے بحیثیت ایک واعظ اور مقتدا کے لغو اور نامعقول تقریریں سُنی گئیں تو نوبت یہانتک پہنچی کہ خانہ ہائے خدا یعنے مساجد میں بجائے درود و صلوٰۃ و سلام کے "ست سری اکال" اور "بندے ماترم" اور "مہاتما گاندھی کی جے" کے غلغلوں سے آسمان سر پر اُٹھا لیا گیا۔ اس طغیانی کفر کو دیکھکر علمائے اہل سنت والجماعت کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور اُنھوں نے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھہ ہمزبان ہوکر بے اختیار یہ استغاثہ کیا کہ ؎

اے محمد گر قیامت را بر آری سر ز خاک
سر بر آور وایں قیامت درمیانِ خلق بیں

حضرات علمائے کرام کو جس امر سے اور زیادہ صدمہ و قلق ہوا وہ یہہ تھا کہ اس تمام طوفانِ بدتمیزی کے اُٹھانے والے اور محرک اور سرگروہ دراصل غیر اہل سنت والجماعت برائے نام اسلامی فرقوں کے افراد تھے۔ جنکو جنگ ترکی و انگلستان کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ اور وہ لیڈران و مقتدایان قوم کے لباس میں مولویت اور مولنائی کے لباس میں بھروپیوں کی طرح آراستہ پیراستہ ہوکر سنت جماعت مسلمانوں کے درمیان اسطرح گھس گئے جسطرح کوئی بھیڑیا بھیڑی کی پوستین پہنکر بھیڑوں کے گلے میں گھس جائے اُسی پولیٹکل جوش کی طغیانی میں (جو دراصل بدمذہب بولشویکوں کی ترغیب کا نتیجہ تھا) بیچارے سیدھے سادے حنفی بھائی اسیر دام بلا ہو گئے۔ مسلم وغیر مسلم اور مقلد و غیر مقلد اور سنت جماعت و غیر اہلسنت جماعت وغیرہ کی کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ عدم تعاون اور مخالفت گورنمنٹ کا بہانہ بناکر ہزاروں حنفی مسلمانوں کو ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کرادیا۔ ہزارہا حنفی مسلمانوں کے بچوں کو مدارس سے علیحدہ کردیا۔ اور ہزارہا حنفی مسلمانوں کو جیلخانوں میں بھجواکر چکیاں پسوائیں اور اُنکے بال بچوں کو تباہی کے گرداب میں پہنسادیا۔ اور باقی رہے سہے حنفی مسلمانوں کو گاندھی صاحب کے فتوے کے مطابق فرضی ہجرت کے

جال میں پھنسا کر ایسے فوری جوش کے ساتھ دھکیل کر ممالکِ غیر کو بھگا دیا گیا کہ اونکی لاکھوں روپے کی جائدادیں اور زمینیں تباہ ہوگئیں اور وہ لوگ ایسے خانماں برباد ہو گئے کہ اونکی بیویاں اور بچے اور مائیں اور بہنیں فاقہ کشی سے نیم مردہ ہو گئیں۔ اور اونکی حالت گدائی تک پہونچگئی اور آخر کار وہ بیچارے افغانستان سے نہایت خرابی۔ خستگی۔ درماندگی۔ بیچارگی۔ افلاس۔ اور ناداری کی حالت میں نادم و پشیمان ہو کر گاندھی صاحب اور اُنکے مقلدین (خود ساختہ لیڈران اسلام) کی جانوں کو بد دعائیں دیتے ہوئے واپس ہندوستان میں آئے اور ابتک اونکی حالت سنبھلنے میں نہیں آئی۔ مزید ظلم حنفی مسلمانوں کے ساتھ یہہ ہوا کہ خلافت کمیٹیوں کا جال پھیلایا گیا اور خلافت کے چندوں اور کانگرس کے چندوں اور گاندھی فنڈ کے چندوں اور دیگر اللّم غلّم چندوں کے بہانوں سے لکھوکھا روپیہ حنفی مسلمانوں کا لوٹا گیا۔ اور مسجدوں کو پولٹیکل اکھاڑہ قرار دیکر چندے جمع کرنیکا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ اور بعض مفسدہ پرواز اخبارات نے اسلامی آزادی کے بہانے سے اُنکی مساجد کو اپنی دوکانِ آمدنی و تجارت کا ذریعہ بنا کر اُن مساجد پر قبضہ مخالفانہ کرنا چاہا۔ جسمانی تکلیف کے علاوہ مالی نقصانات جو حنفی مسلمانوں کو پہنچے اونکا اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ شہری اور قصباتی... خلافت کمیٹیوں اور دیگر اللّم غلّم چندوں کو نظر انداز کرکے (جنمیں لکھوکھا روپیہ حنفی مسلمانوں کا غارت کیا گیا) صرف ایک مرکزی خلافت کمیٹی کا ہندوستان بھر میں لاکھ روپیہ کے قریب حنفی مسلمانوں کا غبن ہو گیا۔ جسپر کوئی ذرا سا نوٹس نہیں لیتا۔ اور صرف یہہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے کہ :- "یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ایسی باتوں میں ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے۔"

ان مالی اور جسمانی نقصانات کے علاوہ سب سے بڑا نقصان جو حنفی مسلمانوں کو پہنچا وہ نقصان ایمانی تھا۔ اور وہ اسطرح کہ فرقہ ہائے ضالّہ یعنی مخالفین اہلسنّت والجماعت کے علما اور اُنکے حواریّین نے اسموقعہ سے یوں فائدہ اُٹھایا کہ وہ پولیٹکل تحریکوں میں عالمانہ جبّہ و عمامہ و دستار

مذہب ترک کرکے خود ہی مفتی اور قاضی بنگئے اور اُس بے تمیزی کی دھکا پیل میں
مقتدایانِ قوم کا روپ بھر کر بعض بے خبر اور سیدھے سادے حنفی مسلمانوں
کے دلوں پر اپنا سکۂ امامت جما کر اپنے گمراہ کن عقائد کی اشاعت شروع کردی
اور اوس اندھا دھند طوفانِ بے تمیزی میں خود ہی مالکانِ اسلام و مسلمین بن
بیٹھے - حنفی علمائے اسلام کی نسبت ایسے افترا اور بہتان پھیلانے شروع کردیئے
کہ وہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار اور گورنمنٹ کی خفیہ پولیس کے ممبر
اور غدّارانِ قوم ہیں - اور گورنمنٹ سے مربعے اور جاگیریں اور خطابات حاصل
کرنے کے وعدے لیچکے ہیں - یہہ چال اسلیئے ایجاد کیگئی کہ حنفی مسلمانوں اور اُنکے
حقیقی مقتدایانِ قوم کے درمیان ایک ایسی سدِ سکندری حائل کردیجائے کہ وہ
ایک دوسرے سے میل جول رکھنے کے قابل ہی نہ رہیں اور ہمیشہ کے لیئے ایک
دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو جائیں - اس غرض کو پورا کرنیکے لیئے ایک اور آلہ
تخویف مجرمانہ کا یہ ایجاد کیا گیا - کہ بہت سے مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرکے
اُنکے ساتھ بازاری لُچّوں اور شُہدوں کی تنخواہ دار جماعتیں شامل کردیں تاکہ
وہ ہر گلی کوچے اور بازار میں اُن علمائے حقیقی کی شان میں گستاخیاں کریں -
بے ادبانہ اور فحش کلمات استعمال کریں - اور اگر کوئی سچّا مسلمان اونکی حمایت
پر آمادہ ہو تو اوسکو ہاتھا پائی اور ڈنڈا بازی کا خوف دلا کر دبادیں - تاکہ کسی
شخص کو کلمۂ حق کہنے کی جراءت ہی نہ رہے -

یہہ سچ ہے کہ اِس طوفانِ بے تمیزی میں بعض مخالفین اہلسنّت والجماعت
اور بد اعتقاد اور لامذہب اشخاص باغیانہ تقریریں کرکے
قانونی شکنجے میں آئے اور سزائے قید و جرمانہ وغیرہ میں مبتلا ہونیکے علاوہ مدیون
ڈگریات کی حیثیت سے مالی زیر باری میں بھی مبتلا ہوئے - مگر دراصل یہ عارضی
جسمانی تکلیفات اُنکے لیئے باعث نمود و شہرت اور بوجہ جاہ و وجاہت کے عروج
کا انتہائی زینہ ہونیکے اُنکے پیشے اور کاروبار پولیٹیکل تجارت میں بے انتہا منافع
کا ذریعہ ثابت ہوئیں - اور زرِ ڈگریات کے اجرا اور وصول جرمانہ کا بہانہ سامنے
رکھکر حنفی مسلمانوں کی جیبیں اس سختی کے ساتھ کاٹی گئیں کہ زرِ کثیر کا [illegible] فنڈ

اس تجارت میں ہاتھ آیا۔ اِن کامیابیوں سے دلیر ہو کر اِن لوگوں نے کھلم کھلا اس تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ریاست کے عہدہ سے معزول ہو کر خارج از ریاست ہو گیا ہو اور اُسکا وظیفہ بھی بالکل بند ہو گیا ہو اور حکومت انگریزی میں بھی بوجہ باغی اور مفسد قرار پانے اور سزایاب بغاوت ہونیکے ممنوع روزگار ہونیکے رتبہ پر پہنچ گیا ہو۔ اور اخبار کا خرچہ بھی اوسکے فضول اخراجات چلانیکے لئے کافی ثابت نہ ہو۔ تو وہ اس عالم بیکاری اور بے سروسامانی میں حیا و شرم کا برقع اُتار کر اس امر کا مدعی بنجاتا ہے کہ اوس نے اسلام اور مسلمانان کی خدمت میں قید و سزا کی مصیبتیں بھگتیں۔ اور وہ شہید قوم ہونیکا رتبہ رکھتا ہے اور مسلمانوں کی قوم کا فرض ہے کہ اُوسکے بال بچوں اور کُنبے کی پرورش کا بوجھ اُٹھائیں اور اُسکی ڈگریات اور جرمانے کی رقومات کو مسلمان ادا کریں۔ اور لاکھوں روپے کا چندہ جو اُس نے مسلمانوں کا خون چوس چوس کر جمع کیا ہو اُسکا کوئی مطالبۂ حساب اُس سے نہ کریں حالانکہ اِس مالِ مفت کے ذریعہ اُسکو اسقدر استطاعت حاصل ہو کہ وہ سفر لنڈن اور یورپ میں اعلےٰ درجے کے جہازوں پر اور اعلےٰ درجہ کی ریل کی سواریوں میں سفر کرتا پھرے اور اعلےٰ درجے کے انگریزی ہوٹلوں میں اعلےٰ درجے کے ڈنر اور ٹفن کے مزے اُڑاتا پھرے تاہم اوسکو بطور ایک مفلس اور نادار گداگر کے مسلمان اپنے پسینے کی محنت کی کمائی سے بڑی بڑی رقوم بطور خیرات کے دیں اور وہ آئے دن کسی نہ کسی الّم غلّم چندے کا بہانہ بنا کر یہی صدا دیتا پھرے کہ "حضرت براہ خدا دلوائیے اور براہ مولےٰ کچھ کھلوائیے"۔ پس ایسے ممنوع روزگار اور فضول خرچ جنٹلمین گداگروں کے لئے کوئی عارضی مصیبت قید وغیرہ بطور ضروریات ایک پیشہ کے ہو گئی ہے جسکے بعد اونکو اور زیادہ زور سے اپنے ونعوذ لیڈریت کو تقویّت دینے اور یہ نعرے لگانیکا موقع ملتا ہے کہ "دیکھئے حضرات ہم قوم کی خاطر کیسے کیسے مصائب اُٹھا رہے ہیں اور کیسی کیسی تکلیفات کے شکنجے میں پھنس رہے ہیں اب آپکے لئے اور زیادہ فیاضی دکھانیکا موقع ہے۔ اب پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالئے اور جلدی دلوائیے" غرض کہ لیڈری قوم ایک پیشہ اور معاش کا

ذریعہ ایسے بیکار اشخاص کیلئے بنگیا ہے اور کوئی ذریعہ وجہ حلال سے روزی کمانیکا نہیں رکھتے۔ اور مسلمان حنفیوں کی حلال سے کمائی ہوئی دولت پر یوں ناک لگائے بیٹھے رہتے ہیں جیسے کوئی بلی عابدانہ لباس میں کسی کبکِ خوش خرام کی تاک میں بیٹھی رہتی ہے۔ اور اُن بیچارے حنفیوں کو بظاہر کوئی شخص خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ میں اتنی تنبیہ کرنے والا بھی نظر نہیں آتا کہ ؎

اے کبکِ خوشخرام کہ خوش میروی بناز
غرّہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد

غرض کہ اس طوفانِ بدتمیزی کے مقابلے میں جس شخص نے سب سے پہلے اپنے آپ کو اس میدانِ مشقت و ابتلا میں مجاہدے کیلئے پیش کیا وہ حضرت قبلہ وکعبہ زبدۃ العلماء والفضلا مولانا مولوی حضرت محمد دیدار علیشاہ صاحب دام اللہ فیوضہم خطیب مسجد وزیر خان لاہور ہیں ؎

نکلا پہلے میدانِ ابتلا میں
اسلام کے چمن میں جو زیب بوستان تھا

شہر لاہور جسکو مخالفین اہلسنت والجماعت نے کفر و الحاد کا ہیڈ کوارٹر بنانا چاہا تھا وہیں پر حضرت مولانا ممدوح نے عَلَمِ اسلام کو بلند کیا اور اُنکے مواعظِ حسنہ کے انوار سے شہر لاہور بقعۂ انوارِ اسلامی بنگیا۔ اسپر مخالفِ اسلام کیمپ میں بے چینی اور بے اطمینانی کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اور فرقہ ضالہ وہابیہ نجدیہ اور اُنکے دیگر لواحقین (جو اُنکے ساتھ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ کے مصداق ہیں) مخالفانہ ایجیٹیشن میں مصروف ہو گئے۔ اِسی اثناء میں ایک اور قضیہ یہ پیش آیا کہ اخبار زمیندار کے مالک ظفر علیخاں صاحب کے برخلاف کئی ہزار روپے کی ڈگری عدالت دیوانی سے صادر ہوئی اور انہوں نے حسب معمول اپنی گداگری کے ایجنٹوں کو جمعہ کے دن مسجد وزیر خاں میں بھیج دیا۔ جنہوں نے عین اوس موقع پر جبکہ حضرت قبلہ مولانا مولوی دیدار علیشاہ صاحب خطبۂ جمعہ میں مصروف تھے اور ہزارہا مسلمانوں کا مجمع تھا وہاں پر چندۂ گداگری کی ہانک اِن الفاظ میں لگائی کہ "بیچارے ظفر علی کے برخلاف عدالت دیوانی سے ڈگری صادر ہوئی ہے

وہ بیچارہ مارا گیا ہے لُٹ گیا ہے نادار ہوگیا ہے محتاج ہوگیا ہے - برائے خدا اوس ڈگری کی ادائگی کے لیئے مسلمان چندہ دیں"۔ حضرت مولٰنا ممدوح جو پابندی احکام اسلام کے مقابلے میں سفید پوش غنڈوں کی تخویف مجرمانہ اور بیحیایانہ بکواس کی کوئی پروا نہیں کرتے اُنہوں نے اُن گداگروںکو (اس اسلامی حکم کی بنا پر کہ اثنائے خطبہ میں ایک لفظ بولنا بھی مسلمانوں کے لیئے منع ہے اور خطبۂ جمعہ کو سکون و خاموشی کے ساتھ سُننا چاہیئے اور نیز اس بنا پر کہ مسجدوں میں اس قسم کے گداگروں کو سوال کرنا منع ہے) اوس چندے کی تحریک کو روک دیا۔ مولانا ممدوح کی یہ کارروائی تھی!... جس نے مار گزیدہ پرافیون خواری کا اثر ظاہر کیا۔ اور اخبار زمیندار میں (جو ظفر علیخاں صاحب کا سلاحِ تخویف مجرمانہ ہے) حضرت مولانا ممدوح کے برخلاف نہایت فحش غلیظ اور گندے مضامین نظم ونثر شائع ہونے شروع ہوگئے۔ بغض وکینہ یہ تھا کہ مولٰنا موصوف نے کیوں مسجد وزیرخاں میں زمیندار کے کچکول گدائی کی گردش کو بند کیا۔ اور اُنکی پولیٹکل دوکان کی آمدنی کو جو اُن کا وجۂ معاش ہے کس لیئے روک دیا۔ ان واقعات کی اطلاع جب عالی جناب آنریبل جسٹس مرزا ظفر علیخاں صاحب جج ہائیکورٹ و متولی مسجد وزیرخاں کو ہوئی اور اُنکو یہ معلوم ہوا کہ بعض شرارت پیشہ گداگر مسجد وزیرخاں میں بزور غلبہ حاصل کر کے مسجد کو اپنی گمراہ کن تقریروں اور مفسدہ آمیز سپیچوں اور گداگری کے چندوں کی جولانگاہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو اُنہوں نے بحیثیت متولیٔ مسجد ایک بورڈ ان حرکات سے روکنے کے لیئے آویزاں کر دیا۔ زمیندار صاحب کو متولی صاحب کی یہ کارروائی اپنے برخلاف اقدام قتل کی حرکت معلوم ہوئی اور اُنہوں نے حرص وطمع نفسانی کے غلبے میں کھسیانے ہو کر مولانا ممدوح اور جناب متولی صاحب دونوں کے برخلاف بیحیائی کا جامہ پہنکر ایسی بیہودہ بکواس سے بھرے ہوئے نظم ونثر کے مضامین کی بھرمار زمیندار میں شروع کر دی جنکے بیان کرنے سے بھی حیاؤ شرم مانع ہے۔ جب اِدھر سے "جوابِ جاہلاں باشد خموشی" پر عمل ہوا تو زمیندار صاحب نے مولانا مولوی دیدار علیشاہ صاحب کے ہمخیال علماء پر بھی سختی سے بوچھاڑ شروع کر دی۔ اور جمیع فرقہ ہائے ضالہ کی جمعیت کو اپنے ساتھ ملا کر کافرانہ و ملحدانہ شورش

برپا کر دی ہے

اس تمام کفر و الحاد کی شورش پر ارکانِ حزب الاحناف لاہور کو اس امر کا خیال پیدا ہوا کہ حنفی مسلمانوں میں سے جو بھائی ان گمراہ کن پھندوں میں اسیر ہوتے جاتے ہیں اونکو راہ راست پر لانے اور باایمان مسلمانوں کے ازدیادِ ایمان کے لیے ہندوستان کے علمائے کرام اہلسنت والجماعت کو لاہور میں تشریف آوری کی دعوت دیجائے۔ چنانچہ اسی غرض سے اُس عظیم الشان حنفی جلسہ کا انعقاد ہوا جو زیر اہتمام انجمن حزب الاحناف ماہ مئی میں اختتام پذیر ہوا اس جلسہ کے منعقد کرنے اور علماء کرام کے تشریف کی ہیبت و عظمت فرقہ ہائے ضالہ پر اس شدت کے ساتھ طاری ہوی کہ اُنہوں نے انعقاد جلسہ میں رُکاوٹیں ڈالنے کیلئے کوئی دقیقہ اپنی کوششوں کا اُٹھا نہ رکھا۔ لیکن خداوند کریم کے فضل و کرم سے حنفی صداقت کے بحرِ مواج نے مخالفتوں کے گھاس پھوس کو بالکل نیست نابود کردیا اور یہ عظیم الشان جلسہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ تین شب و روز منعقد رہا۔ یہ عالی شان جلسہ جسمیں بیس ۲۰ پچیس ۲۵ ہزار تک کا مجمع مسلمانوں کا ہوتا تھا اور اسی قدر جلسہ گاہ سے باہر موجود رہتا تھا۔ باوجود مخالفوں کی گوناگوں رُکاوٹیں پیدا کرنیکے الحمدللہ کہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت خیر و خوبی اور امن و امان سے بوجہ احسن کامیاب ہوا علاوہ دیگر بیشمار علماء کے ہندوستان سے۔ حضرت مولٰنا حاجی شاہ سید علی حسین صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف۔ حضرت مولٰنا حاجی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری سجادہ نشین بریلی شریف۔ حضرت مولٰنا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب ناظم جمعیۃ عالیۂ سنیۂ ہند مراد آباد۔ حضرت مولٰنا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب از محمود آباد حضرت مولٰنا مولوی معوان حسین صاحب ناظم مدرسہ ارشاد العلوم رامپور۔ حضرت مولٰنا مولوی مشتاق احمد صاحب سابق مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔ از کانپور۔ حضرت مولٰنا حاجی حکیم امجد علی صاحب اعظمی صدر المدرسین مدرسہ معینیہ اجمیر شریف۔ اور پنجاب سے حضرت مولٰنا حاجی حافظ پیر سید جماعت علیشاہ صاحب سلمہ اللہ تعالٰے محدث علیپوری۔ حضرت مولٰنا مفتی غلام مرتضٰی صاحب ساکن میانی ضلع شاہپور۔ حضرت مولٰنا محمد کرم الدین صاحب ساکن بھین ضلع جہلم۔ حضرت مولٰنا احمد یار خان

۱۰

بھاولپوری بھی تشریف فرما تھے جو بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ علامۂ زمان قطبِ دوران حضرت خواجہ سید مہر علیشاہ صاحب قبلہ سلمہم اللہ تعالیٰ جلسہ ہذا کے صدر اعلیٰ قرار پائے تھے مگر آنحضرت کا گرامی نامہ صادر ہوا کہ گو بظاہر حاضری سے معذور ہوں لیکن حقیقتاً و دعاءً حاضر سمجھا جائے"
معلوم ہوا کہ چند روز قبل حضور بمعہ چار پانچ ہمراہیاں موٹر کے اُلٹ جانے سے گر پڑے تھے شرکت جلسہ سے رُکاوٹ کا بھی صدمہ باعث ہوا ہے۔ آپکی بجائے حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علیپوری اور دیگر بزرگواران کرسی صدارت کو زینت بخشتے رہے بڑے بڑے بزرگوار کہتے ہیں کہ ایسا بارونق خالص اسلامی جلسہ آجتک نہیں دیکھا دوران جلسہ میں کئی نوزائیدہ برائے نام انجمنیں برساتی کیڑوں کی طرح پیدا ہو گئیں جنہوں نے مختلف بکواس آمیز اور بیہودگی سے بھرے ہوئے اشتہارات کے ذریعہ اپنے دل کا بخار نکالا اور ابتک سوائے کاغذات کے اُن فرضی انجمنوں کے وجود کا پتہ لاہور میں کہیں نہیں ملتا۔ حقیقت یہہ ہے کہ بیچارے مخالفینِ اہلسنت والجماعت ..... بھی معذور تھے کیونکہ جسقدر جال گمراہی اور ضلالت کے اُنہوں نے اہلسنت والجماعت کے پھنسانے کے لئے پھیلا رکھے تھے اس جلسے کی عظمت و صولت نے اُنکو تارِ عنکبوت کیطرح اُڑا دیا۔ اور فرضی علما اور خود ساختہ مولانایان اور نام نہاد لیڈران کی دوکانیں سرد پڑ گئیں۔ اور آئندہ اُنکی دوکانوں کی بربادی کا اندیشہ قضائے مبرم کیطرح اُنکو نظر آنے لگا۔ پس صحیح ہر کہ را درد سے رسد ناچار گوید وائے وائے ہا ہا

دورانِ جلسہ میں ایک خاص واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب (ساکن کراچی) نے اپنے دورانِ وعظ میں اس امر کا تذکرہ کیا کہ اخبار زمیندار اور سیاست میں بعض بزرگان اور اُنکے مواعظ کی تحقیر و تذلیل کیجاتی ہے اور چونکہ بزرگانِ دین کی تحقیر پڑھنے سے مسلمانوں کے دل دُکھتے ہیں لہذا جن اخبارات میں ایسی تحریریں چھپیں اُن سے مقاطعہ کیا جاوے تاکہ نہ مسلمان انہیں پڑھیں نہ اُنکے دل دُکھیں۔ اسوقت جلسے میں ظفر علیخاں صاحب مالک زمیندار کے تصنیف کردہ اشعارِ ذیل پڑھے گئے۔ جو اخبار زمیندار میں اُنہوں نے خود شائع کیے تھے۔

(۱) یہہ سچ ہے اُسسے خدا کا چلا نہیں قابو — مگر ہم اُس بت کافر کو رام کرلیں گے
(۲) بجائے کعبہ خُدا آجکل ہے لنڈن میں — وہیں پہنچکے ہم اس سے کلام کرلیں گے
(۳) جو مولوی نہ ملیگا تو مالوی ہی سہی — خدا خُدا نہ سہی رام رام کرلیں گے

یہہ تینوں اشعار سلیس اور صاف اُردو میں ہیں۔ جنکا مطلب سمجھنے میں کسی معمولی اُردو دان کو بھی کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔

پہلے شعر کا صحیح مطلب یہہ ہے کہ (معاذاللہ) خداوند تعالےٰ ایسا کمزور اور ضعیف ہے کہ وہ اُس بت کافر کو رام نہیں کرسکا۔ لیکن ہم خداوند تعالےٰ سے بہت زیادہ قادر اور قوی ہیں کہ جو کام خدا تعالےٰ سے نہیں ہوسکا اور اُس کام کے کرنے سے وہ بے بس ہوگیا ہم اُس کام کو اپنی قوت و قدرت سے انجام دینگے اور اُس بت کافر کو رام کرلیں گے۔

دوسرے شعر کا مطلب بھی بالکل صاف ہے جسمیں یہہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ لنڈن کو (معاذاللہ) کعبۃ اللہ پر فضیلت ہے اور علاوہ برین حضرت جل شانہ کعبے میں موجود ہیں بلکہ اُنکی حاضری لنڈن ہیں محدود ہوگئی ہے۔ اور کعبے جانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں پر خدا موجود نہیں اور جسکو خدا تعالےٰ سے کلام کرنا ہو وہ بجائے حج کعبہ کے حج لنڈن کرے۔ (اس شعر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسی اعتقاد کے باعث آجتک ظفر علیخانصاحب نے حج کعبہ سے اجتناب کیا ہے اور اپنے اعتقاد کے مطابق لنڈن میں حج کرآئے ہیں اور وہاں اپنے فرضی خُدا سے لنڈن کے ہوٹلوں میں کلام بھی کر آئے ہیں۔ غرضکہ یہہ اُنکا قال ہی نہیں بلکہ حال بھی ہے)

تیسرے شعر کا مطلب بالکل صاف ہے کہ آپ نے نہ صرف علمائے کرام پر پنڈت مدن موہن مالوی کو ترجیح دی ہے بلکہ اوسکے ساتھہ ہی ہندو مذہب کو مذہب اسلام پر بھی ترجیح دی ہے اور اسمیں شامل ہونیکو فخر قرار دیا ہے۔

اِن اشعار کے پڑھے جانے پر حضرات علمائے کرام موجودہ جلسہ سے فتوےٰ طلب کیا گیا کہ جو شخص نہ صرف کعبہ کی عظمت کا منکر ہو بلکہ صفات باری تعالےٰ کے متعلق ایسا ناپاک عقیدہ رکھتا ہو اور حضرت جلشانہ و عزاسمہ کی ایسی توہین کرے اور اسلام سے اسطرح بیگانگت ظاہر کرے اوسکی نسبت علمائے اسلام کیا حکم

دیتے ہیں۔ اس پر تمام حضرات علمائے کرام موجودہ جلسہ نے بالاتفاق یہ فتویٰ دیا کہ ایسے ملحدانہ اقوال کا قائل مُرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اور مُرتد از اسلام ہونیکے جو نتائج حسب احکام اسلامی مقرر ہیں وہ سب نتائج اوسپر صادر ہوتے ہیں (اُن نتائج میں سے بعض کی توضیح بھی کردیگئی) اس کے ساتھ یہہ بھی بیان کردیا گیا کہ اگر قائل اپنے گناہ کا اقرار کرے اور اُن کفریہ کلمات سے توبہ کرے تو وہ پھر دائرۂ اسلام میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

جلسے کے بعد اخبار سیاست کے مالک نے حضرت شاہ صاحب قبلہ محدّث علیپوری کیخدمت میں حاضر ہوکر مؤدبانہ تلافی مافات کردی جسے تمام مسلمانوں نے اُنکو قابل مُبارکباد سمجھا۔ اور بعض نیک خیال مسلمان توقع رکھتے تھے کہ ظفر علیخان صاحب بھی عظمتِ اسلام کو مدِ نظر رکھکر اپنے کفریات سے توبہ کرکے دوبارہ زمرۂ اسلام میں داخل ہوجائینگے اور اپنی حرکات ناشائستہ پر اشکِ ندامت بہا کر اپنے آپکو جُرم سے بری کرلیں گے۔ لیکن ظفر علیخان صاحب نے بجائے ایسا کرنے کے اپنے آپکو اس ضرب المثل کا مصداق بنایا کہ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" بلکہ اور زیادہ پیچ و تاب کھایا اور کھسیانے ہوکر بازاری اور اوباشانہ حرکات پر اُتر آئے۔ اور اپنے اخبار کو حضرات علمائے کرام کی نسبت فحش بکواس لکھنے اور یاوہ گوئی کے لئے وقف کردیا۔ اور طرفہ یہ کہ حسب عادت اپنی قوتِ افترا و بہتان پر زور دیکر یہ بالکل جھوٹی بکواس شائع کرنی شروع کردی کہ حزب الاحناف کے جلسے میں علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص اخبار زمیندار کو پڑھیگا وہ بھی مُرتد از اسلام ہوجائیگا۔ اور اسکا لازمی نتیجہ (یعنے عورت پہ طلاق) اُسکے حق میں بھی وارد ہوگا گو اس مجنونانہ اور افترا و بُہتان کو جو صرف ظفر علیخاں کے ناپاک دماغ کا اختراع ہے کوئی ذی عقل مسلمان باور نہیں کرسکتا اور علمائے کرام سے ایسے فضول اقوال کو منسوب نہیں کرسکتا۔ بلکہ افترا کرنیوالے کو لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ کا مصداق سمجھتا ہے۔ لیکن ظفر علیخانصاحب نے اپنی بازاری اوباشانہ طبیعت کو یہہ تسلّی دیکر ٹھنڈا کر لیا کہ آخر کار ہمنے بھی ایک ایسا بُہتان علماء کے ذمّے عائد کردیا ہے جسکی کم از کم اُنکو تردید کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ حالانکہ ایسے بدیہی بُہتان

وافترا کی تردید کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور اسکا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ ع

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

ظفر علیخانصاحب نے صرف اپنی اخباری بکواس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس عالتِ مخبوط الحواسی میں اُنکا دماغ کا پارہ اس درجہ تک چڑھ گیا کہ حواس باختگی کی حالت میں اُنکو اپنے پیشے اور تجارت کی حفاظت کیلئے جلسے کرانے کی ضرورت درپیش ہوئی - اور جب لاہور سے کوئی عالم یا لکچرار انکو اپنی حمایت کیلئے نہ ملسکا تو فریادیں کرکے گجرانوالہ اور لدھیانہ سے ایک دو لکچراروں کو اپنی امداد کے لیئے بلایا - جنہوں نے علما کو کوس کوس کرایا اور اُنکا دل ٹھنڈا کرنیکی کوشش کی - اور اِن خفیف حرکات سے اپنے دلکو طفل تسلی دیکر یوں خوش کرنیکی کوشش کی کہ ان سفیہانہ حرکات سے علما کے فتوٰی کا اثر سرد پڑجائے گا اور انجمن حزب الاحناف کی کارروائی کا اثر جاتا رہیگا حالانکہ کہاں انجمن حزب الاحناف کا جلسہ جسمیں اراکین حزب الاحناف نے اپنی جیبوں سے بہ طیبِ خاطر روپیہ خرچ کیا اور کہاں ظفر علیخاں صاحب کے گداگرانہ جلسے جنمیں ہمیشہ دستِ گداگری بڑھا کر کبھی اسلامی اور قومی کام کے نام سے اور کبھی خاص اپنی ذات کیلئے کاسۂ گدائی کو گردش دیجاتی ہے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ظفر علیخانصاحب کے جنون کا تھرمامیٹر اس حالتِ بے حواسی میں اس درجہ تک پہنچ گیا کہ انہوں نے سکھہ اکالیوں کو اپنا امام اور اپنے آپکو اُنکا مقلد ثابت کرنیکے لیے مسلمانوں میں یہ تحریک پھیلانی چاہی کہ وہ شہیدی جتھے تیار کرکے مسجد وزیرخاں پر مورچے قائم کریں اور مسجد پر جبراً قبضہ کرکے حضرت مولٰنا مولوی دیدار علیشاہ صاحب کو مسجد سے نکالکر باہر کردیں - اور متولی مسجد کو تولیت سے معزول کردیں - مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں جب ذرا آپکی حرارت دماغی کم ہوگئی تو آپ کو یہ ہوش آگیا کہ اوّل تو اس کام کیلئے سوائے چند بیکار اُجرتی لونڈوں اور اوباشوں کے اور کوئی شخص نہیں مل سکتا اور قانونِ انگریزی کا زبردست شکنجہ سامنے موجود ہے - تو آپ نے اپنی اس حرکت پر زیادہ اصرار

نہیں کیا۔ اور غالباً اب اُنکو یہہ دیکھکر ندامت اور پشیمانی ہوئی ہوگی کہ متولی صاحب مسجد اور حضرت مولانا صاحب نے ظفر علیخانصاحب کی اِن گیدڑ بھبکیوں کو ایک خفیف الحرکات اور بائش کی بکواس سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ جس جلسے میں علمائے کرام کے فتوی پر نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا اوسمیں اُن اشعار کو پڑھنے کی بھی جُرات نہیں کیگئی جنکی بنا پر کفر کا فتوی دیا گیا تھا۔ مقام تعجب ہے کہ بغیر اِس امر کا اظہار کرنیکے کہ کن اشعار پر فتوی کفر دیا گیا اُس فتوی کی ہتک کی جائے اور اُسکو موردِ الزام بنایا جائے۔ اشعار مذکور کو گندے چیتھڑے کی طرح جلسہ میں چھپائے رکھنا اور صرف یہہ واویلا اور آہ فغان کرنا کہ "دیکھیے حضرات یہہ مولوی لوگ مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور خواہ مخواہ مومنین کو دائرۂ اسلام سے خارج کرتے ہیں" ایک عجیب طفلانہ اور بازاری بلکہ مجنونانہ حرکت ہے۔

اسوقت تک بھی ظفر علیخانصاحب کو یہہ جُراُت نہیں ہوئی کہ وہ اپنی طرف سے کوئی ایسی توجیہ اُن اشعار کی پیش کرسکیں جنسے وہ الفاظ کفر و الحاد کے دائرے سے نکل سکیں۔ صرف عبد المجید نامی کسی اپنے ہمخیال کے نام سے ایک الم غلم بے سرو پا مضمون شائع کردیا ہے۔ جسمیں ایسے بے تکے اور بے ربط فقرات ہیں جنکا کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کھینچ تان کر اگر کوئی دلیل پیدا کیگئی ہے تو وہ یہ ہے کہ ایک تصنیف میں اگر کوئی شخص کچھہ کلمات تائید اسلام کے کہہ جائے اور ساتھہ ہی کلمات الحاد و زندقہ بھی بول جائے تو اُسکی تکفیر نہیں ہوسکتی۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات

حضرات ناظرین سے التماس ہے کہ جو مجنونانہ حرکات ظفر علیخانصاحب سے آجکل ہو رہی ہیں اُن میں وہ اس حد تک معذور ہیں کہ وہ اپنے دل میں ایک سخت درد محسوس کر رہے ہیں اور وہ ایک قسم کی حرکات مذبوحی ہیں جو مایوس اشخاص سے بحالت بے اختیاری صادر ہو جایا کرتی ہیں اُنکو اپنی حالت صاف نظر آرہی ہے کہ اُنکا پیشہ چندہ بازی اور گداگری سرد پڑتا جاتا ہے۔ اُنکے اخبار کی اشاعت پر ایک زبردست صدمہ نازل ہوا ہے۔ اُنکی رکیک اور ذلیل حرکات سے اُنکی وقعت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ وہ ابھی ایک ماہ سے کم کا عرصہ ہوا ہے کہ حضرت قبلہ محدث علیپوری ادام اللہ برکاتہ کی خدمت عالی میں بمقام علیپور سائلانہ دامن اُمید پھیلا کر اس غرض

سے حاضر ہوئے تھے کہ حضرت ممدوح ریاست حیدرآباد دکن میں سفارش کرکے اُنکا وظیفہ بحال کرا دیں اور اُن کے ذمہ جو پچیس ہزار روپے کا قرضہ ہے وہ بھی حضرت قبلہ شاہ صاحب اپنے مریدوں سے چندہ کرا کرا دا کرا دیں - اور چونکہ اُنکے اخبار کی آمدنی بہت کم ہوگئی ہے لہذا تعداد خریداران بڑھانے میں بھی اُنکی مدد فرمائیں - اب اس حادثے کے پیش آنے سے اُنکی وہ آخری اُمید بھی قطع ہوگئی - اسلامی ریاست سے خارج ہونے اور سرکار انگریزی کی عدالتوں سے باغی و مفسد قرار دیئے جاینگے بعد وہ عملاً ممنوع الملازمت قرار پا گئے ہیں - پرائیویٹ ملازمت سے بھی اتنے روپے کی آمد کی اُمید نہیں جس سے اُنکے اسرافات کثیرہ جنکے وہ عادی ہو چکے ہیں پورے ہو سکیں - اب وہ پُرانی ڈفلی اور پُرانا راگ مصنوعی اسلامی چندوں کا بھی مؤثر نہیں رہا - اور ذاتی اخراجات کیلئے اُنکی گداگری بھی اب نفرت و حقارت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے - اور فرضی مقتدائے اسلام بنکر اُنکا کچکول گدائی جو گردش کیا کرتا تھا وہ بھی علمائے کرام کے فتوٰی سے اوندھا ہو گیا - اب قانونی شکنجوں نے اُنکو ایسا ڈرا دیا ہے کہ اُنہیں کھلی کھلی بغاوت انگیز اور مفسدہ پرواز تقریریں کرنیکا بھی حوصلہ نہیں رہا - ایک رہا سہا منتر ظفر علیخاں صاحب کے پاس یہ تھا کہ "وہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خاطر جیلخانے میں گیا اور قید کی سختیاں سہیں اسلیئے مسلمانوں پر میری امداد کرنا فرض عین ہے اور میں ایک قومی شہید کا رتبہ رکھتا ہوں" لیکن اس منتر کی قلعی بھی اس حد تک کھل چکی ہے کہ اب اسکے جواب میں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی یہ کہتی ہے کہ اس پولیٹیکل تجارت میں ظفر علیخاں صاحب بطور ایک پیشہ ور کے داخل ہوئے ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ اس ناجائز و پرخطر پیشے میں جہاں ایک طرف لاکھوں روپے منافع کی اُمید ہوتی ہے وہاں دوسری طرف جیلخانے کے خطرات بھی ہوتے ہیں - بیوپار میں فائدہ بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی ہوتا ہے اور خطرناک کاموں میں خوفناک نتائج بھی پیش آتے ہیں - پس ایسا شخص جس نے عرصہ دراز تک ایک خطرناک پیشہ کو اختیار کرکے منافع کثیر اُٹھایا ہو وہ کسی نقصان کے پیش آنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس نقصان کے اُٹھانے میں اُس نے دوسرے لوگوں پر کوئی احسان کیا ہے - اسکی مثال یوں ہے کہ مدار والے جو بانس بگر اسطرح تماشا کرتے ہیں کہ دو مخالف سمتوں میں لکڑیاں نصب کرکے اُنپر رسی باندھکر اُسپر چلتے

ہیں اور بعض اوقات بہت تیز گامی کرتے ہیں اور اپنے اس تماشا دکھانے پر لوگوں
سے بطور انعام بہت سا روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ لیکن فرض کیجئے کہ رسّی پر چلنے والا
بازیگر تیز گامی کرتے ہوئے گر پڑے اور اُس کے کوئی چوٹ آجائے تو اُس نے تماشائیوں
پر کون سا احسان کیا۔ دراصل اس نے جو کچھ کیا اپنے پیٹ کیلئے کیا۔ اور اگر اُسے
کوئی ضرب آگئی تو پیٹ کے دھندے کی وجہ سے پیش آئی۔ جسطرح اس بازیگر
کو شہید قوم ہونیکا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا اُسیطرح ظفر علیخاں صاحب بھی
سزائے قید کو اپنا تمغہ شہادت بنانیکا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اُس پُرانے چلتے
ہوئے منتر کے مقابلے میں اس معجزنما جواب نے اُس افسوں کو بھی بیکار کر دیا ہے
غرض کہ ظفر علیخاں صاحب کے پُرانے چرخوں میں سے اب کوئی چرخہ بھی چلتا نظر نہیں آتا۔ اس حالت میں یونہی کھسیانی
بلی بھی اگر وہ حضرات علمائے کرام اور صوفیانِ عظام کو گالیاں سنا کر اور اپنے
مخالفین کو گیدڑ بھبکیاں دیکر اپنے اس رونے کو اسوقت تک جاری رکھیں جبتک
کہ بالکل قعرِ ذلت و گمنامی میں گر جائیں تو اس عارضی عرصہ میں جو کچھ مجنونانہ
بکواس وہ کیا کریں اُنکو حضراتِ ناظرین مرفوع القلم سمجھکر ناقابل التفات خیال
فرمائیں۔ یہ حرکات مذبوحی صرف تھوڑے عرصے تک جاری رہیں گے۔ اور اگر
ظفر علیخاں صاحب نے ان حرکات پر کچھ زیادہ عرصہ کیلئے اصرار کیا تو یقیناً خداوند
کریم عنقریب ایسے اشخاص پیدا کر دیگا جو جواب ترکی بہ ترکی دے کر اُنکے ڈھول کے
پول کو پوری طرح ظاہر کر دینگے اور تھوڑے ہی عرصے میں ظفر علیخانصاحب کو
معلوم ہو جائیگا۔ جو حرکات اُنہوں نے کی ہیں یا کر رہے ہیں وہی اُنکے قطعی تباہی
اور بربادی کا باعث ثابت ہوئے۔

خاتمہ پر ہم دعا کرتے ہیں کہ ظفر علیخاں صاحب کو خداوند کریم ہدایت نیک دیکر
صراط مستقیم پر لائے اور وہ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی کو اشک ندامت سے دھوکر
اپنے آپ کو پیروانِ اسلام حقیقی میں شامل کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین

قومی لیڈر اور حزب الاحناف
لیڈروں کی اسلامی ہمدردی کی حقیقت
اور دنیائے اسلام سے طلب انصاف

ماہِ گذشتہ میں حزب الاحناف لاہور نے ہزاروں روپے خرچ کر کے جلسہ کیا۔ دور و دراز کے علماء کرام و صوفیائے عظام کو دعوت دی۔ خدا ان بزرگوں کو سلامت رکھے کہ تکلیف گوارا فرمائی اور تشریف لے آئے۔ بڑی غرض انعقاد جلسہ کی یہ تھی کہ گذشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی آندھیوں نے سطح اسلام پر جو خار و خس پھیلا دیئے ہیں انہیں صاف کیا جائے۔ کفر و اسلام کی ہم آہنگی سے جو حق و باطل کا امتیاز مٹایا جا رہا تھا اسکی روک تھام کیجائے۔ اسلام سے بے خبر نادان مسلمانوں کو خود غرض مطلب پرست اور عیار دنیا دار (نام کے لیڈر) قومی و اسلامی ہمدردی کے نام سے قعر ضلالت و ذلت کیطرف لیجا رہے ہیں اس سے انہیں متنبہ کر کے بچایا جائے۔ الحمد للہ کہ بزرگان دین نے جو مواعظ فرمائے انکا خاطر خواہ اثر ہوا۔ حتیٰ کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ گرد و غبار جو آج ہی کپڑے یا جسم پر پڑا ہو معمولی طور پر جھاڑ دینے سے اڑ سکتا ہے مگر جو کئی سال سے جسم اور کپڑوں پر پڑ کر جز و جسم کی طرح ہو گیا ہو وہ جھاڑنے پھونکنے سے نہیں بلکہ صابن مل کر رگڑیں لگانے سے بھی بمشکل چھوٹ سکتا ہے۔ اور پھر اسکے چھڑانے سے جسم کو بھی کسقدر تکلیف ضرور ہوتی ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎ درختیکہ اکنوں گرفتست پائے ؛ بہ نیروئے شخصے برآید ز جائے ؛ وگر ہمچناں روزگارے ہلی ؛ بگردونش از بیخ بر نگسلی ؛

جلسہ حزب الاحناف کے دوران وعظ میں مسٹر ظفر علیخاں کے بعض اشعار

غیر مشروع کا ذکر آیا اور علماء نے بالاتفاق اُن اشعار کو کفریہ بتایا۔ مسٹر موصوف بی اے تو ہوں گے لیکن وہ کوئی علوم دینیہ اسلامیہ کے عالم نہیں ہیں۔ لہذا اگر ان سے شاعرانہ بلند پروازی میں کوئی فروگذاشت ہو گئی تھی تو اسکا آسان علاج یہی تھا کہ علماء کے روبرو اسکا اعتراف کر کے اخبار میں جسطرح وہ اشعار شائع ہوئے تھے ویسے ہی توبہ شائع کر دیتے مگر بجائے اسکے انہوں

نے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ اخبار کے کالم سیاہ کرنیکو انہیں یہ ایک نیا مضمون ہاتھ آگیا کہ کہاں تو آپ "ظفر الملت مولٰنا ظفر علیخان لیڈر و رہنمائے قوم تھے" اور کہاں یہ کہ اب یکایک کفر کی تحت میں آگئے پھر کیا تھا علمائے اسلام کو وہ وہ بے نقط سنائیں کہ خدا کی پناہ۔ کفار و مشرکین بھی جس سے شرما رہے ہیں۔

ایک عجیب بات جو مسٹر ظفر علیخان نے اپنے شور و شغب سے جہلا میں پیدا کر دی وہ یہ ہے کہ علما نے جو فتویٰ کفر ظفر علیخاں پر لگایا ہے اُسکے زد میں تمام مسلمان گویا کہ مسٹر موصوف کے شریک ہیں۔ حالانکہ خداوند کریم فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی جسکا مطلب یہ ہے کہ جو کرے سو بھرے۔ **لطیفہ**۔ ایک گیدڑ کسی گاؤں سے مرغے اڑا لیجایا کرتا تھا۔ بعض ہوشمندوں نے ایک روز اُسے دیکھکر گھیر لیا۔ گیدڑ بھی کسی اخبار نویس لیڈر سے کم نہ تھے۔ جسطرح ایک اخبار نویس مُنہ زور تحریر کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے ویسا ہی گیدڑ نے بے تحاشا دوڑ لگائی اور گھیرے سے نکل گیا۔ مگر بدحواس باختہ جست سے ایک نہر میں کود پڑا۔ پانی زیادہ تھا پیش نہ گئی اور نہ بچ نکلے۔ اب جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو پکار پکار کر کہنے لگے "میں مرا تو سارا جہان مرا" یہ پکار چرواہوں نے سنکر اُسے نہر سے نکالا اور دریافت کیا کہ مسٹر گیدڑ یہ تو بتا کہ "تیرے مرنے سے سارا جہان کیسے مرا" گیدڑ نے کہا کوئی معمّا نہیں۔ "جان ہے تو جہان ہے" بعینہٖ یہی حالت مسٹر لیڈر کی ہے۔ کہ اگر وہ مسلمان رہیں تو دنیا بھی مسلمان ہے اور جب وہ مسلمان نہ رہے تو دنیا کسطرح مسلمان رہ سکتی ہے۔ **افسوس** بجائے توبہ کے جناب لیڈر صاحب نے تاویلات باطلہ سے لوگوں کو دہوکا دیا ہے صاحب تاویلیں باطل چہ ل گس۔ وہم او نبول خرد تصویر خس

ذیل میں ہم برادران احناف کی تنبیہ اور دنیائے اسلام **طلب انصاف** کی خاطر بعض اُن لوگوں کے اقوال درج کرتے ہیں جو قوم کے لیڈر کہلا کر ضلالت و گمراہی کا باعث ہوئے ہیں جنکے نزدیک کفر و اسلام میں کوئی تمیز نہیں اور وہ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا کے مصداق ہیں۔ اور دریافت کرتے ہیں کہ اِن اقوال کے مانعین علما حق پر ہیں یا کہ قائلین اور علما کے منکرین؟

قومی لیڈروں کی اسلامی ہمدردی مشتے از خروارے یکے از ہزار

مسٹر ظفر علیخان کی قومی و اسلامی ہمدردی کی حقیقت مسٹر ظفر علیخان لیے

شملہ والے اعلان میں گورنمنٹ کی عنایتوں کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ "خاکسار کو یہ بات بھی مرحمت فرمائی گئی ہے کہ اپنے ہفتہ وار اخبار ستارۂ صبح کو ترقی دیکر ایک اعلیٰ پیمانہ کا روزنامہ کردے۔ اِن نوازشات کے لحاظ سے خاکسار ہز آنر سر مائیکل اوڈوائر بالقابہ کا جسقدر شکریہ ادا کرے کم ہے" اور اس اخبار کا اولین مقصد اِس عقیدہ کی تلقین کرنا کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بقاء اہل ملک کے بہترین مفاد کی ضامن ہے" زمیندار اور اُسکے حامی بتائیں کہ سرکار اِس عقیدہ کی تلقین کی کسی عالم و صوفی کو بھی ہدایت ہے ؟

مسٹر موصوف شاہ جارج کے ایک مدحیہ قصیدہ موسومہ "ارادت" میں رقم فرماتے ہیں۔

ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا	غذ و بتا ہے زبانوں میں حلاوت ہے بیانوں میں
ودیعت ہے شہنشہ کی عقیدت آفریں الفت	سروں میں اور سینوں میں دلوں میں اور جانوں میں
نظر آئی تیری ظل الٰہی شان دونوں کو	برہمن کو صنم خانہ میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے	یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب قومی ترانوں میں
رہیں ثابت قدم ہم اپنے قیصر کی اطاعت پر	کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں
ہمارے واسطے کیا کم یہی انعام و عزت ہے	کہ داخل ہوگئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

ناظرین پر سطور بالا سے واضح ہو گیا کہ مسٹر ظفر علیخان نے سر مائیکل اوڈوائر کا کن صداقت آمیز الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ اپنے اخبار کا مقصد اولین سلطنت برطانیہ کے ہند میں بقا کی تلقین کرنا قرار دیا۔ ایک غیر مسلم بادشاہ کو ظل اللہ بتایا۔ اُسکی اطاعت پر دونوں جہان کی سرخروئی کو منحصر کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ابھی اُڈوائر صاحب کے ارکین نے خدا جانے کس ڈھب سے جب بعض صوفی مشرب بزرگوار وں سے ایک کاغذ پر دستخط کرالئے اور بعد میں اُسکو اُنکے دعا نامہ یا ایڈریس کے نام سے شائع کر دیا تو زمیندار اور اُسکے حامیوں نے دُنیا بھر کے گندے اور نجس الفاظ سے اپنے مُنہ ناپاک اور رکانہ متعفن کر دیئے تھے۔ پھر یہ ظفر الملت صاحب ترانے اور مدح سرائیاں کسکی کر رہے ہیں ؟

حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ نے ایام جنگ میں گورنمنٹ کو لاکھوں روپیہ اور گھنی فوجیں بطور امداد دیں تو زمیندار نے ایک حرف تک اسکے متعلق نہ لکھا بلکہ ہمیشہ والی دکن خلد اللہ ملکہ کے قصے اخبار میں درج ہوتے ہیں اور معتقد صوفیوں سے جا کر وہاں سفارش کی درخواستیں کیجاتی ہیں کہ دربار دکن سے کچھ دلادیجیے۔ اگر یہ سب باتیں سچ ہیں تو کیا

وجہ ہے کہ مسٹر ظفر علیخان کیلئے جو افعال باعث فخر ہوں وہ دوسروں کیلئے باعث ذلت۔ افسوس ؏ خود فریب بھی کریں اور لے ثواب اُلٹا۔

۵ جولائی ۱۹۲۵ء کے زمیندار صـ۳ کالم ۲ پر کسی صدیق حسن صاحب نے مولٰنا حامد رضا خان صاحب سلمہ اللہ کی شان میں اپنی سفیہانہ گستاخی کا یوں ثبوت دیا ہے۔ ؎ زباں نا بود در دہاں جہانگیر + ثنائے نصارٰے بود دلپذیر" + صدیق حسن دہلوی کو چاہیئے کہ جسطرح مسٹر ظفر علیخاں کی نظم و نثر لکھکر ہمنے اُسے کمترین خوشامدی ثابت کیا ہے تم بھی اپنے ثبوت میں مولٰنا حامد رضا خانصاحب کا ثنائے نصارٰی میں کوئی شعر یا فقرہ نثر پیش کرو۔ ورنہ شرماؤ و خدا سے ڈرو۔

امام الہند مولوی ابو الکلام آزاد کی حقیقت امامت ۔ آپ فرماتے ہیں صـ۳۲ "اگر کوئی دوسری طاقت ہندوستان پر حملہ آور ہو تو مسلمان اپنا پہلا فرض سمجھیں گے کہ ہندوؤں کی مدافعت کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیں"۔ پھر فرماتے ہیں صـ۳۲ "اگر کوئی طاقت ہندوستان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا صرف یہی نہیں کہ وہ حملہ آور سے مقابلہ کریں بلکہ اگر ایک ہندو قتل ہو جائے تو دس مسلمان اپنی جانیں قربان کرنیکے لئے تیار ہو جائیں"۔ پھر فرماتے ہیں صـ۳۱ "اگر خلیفہ کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہو گی تو مسلمان اُس سے بھی لڑنیکو تیار ہو جائیں گے ہرگز خلیفہ کا ساتھ نہ دینگے"۔ مرزائیوں کے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں آپ لکھتے ہیں صـ۴۴ "وہ (مرزائی) یقیناً مسلمان ہیں اور امت اسلامیہ میں داخل اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو حاصل ہیں جو شخص انہیں کافر کہتا ہے نہایت سخت خطاب کا مرتکب ہے .... تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے مفسدوں کی باتوں پر کان نہ دھریں".... امر اول آ۔ ایک ایک ہندو کی بجلئے دس دس مسلمان جانیں کیوں نہ دیں۔ کتارپور میں زندہ مسلمان ہندوؤں نے آگ پر جلائے۔ بہار میں ہزاروں کو ہندوؤں نے بے خانماں کیا۔ ملتان اور سہارنپور میں اپنے عقیدہ کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرنیوالے روتے ہوؤں کو اینٹ پتھروں سے ہندوؤں سے تواضع کی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے محسن ہمدردان وطن کیلئے مسلمان قربان نہ ہوں لیکن خیال ہے کہ امام الہند صاحب کا یہ حکم ماننے کیلئے مسلمان تیار نہ ہوں گے۔ نمبر ۲ جب خلیفہ کے ساتھ آپ ہندوستان پر حملہ آور ہونیکی صورت میں لڑنیکو تیار ہیں تو پھر اُن الو گوں کو

کیوں لعنت ملامت کیجاتی ہے جنہوں نے عراق میں جاکر خلیفہ کی افواج کو ہند پر حملہ
کرنے سے روکا ہے۔ ایمان اور انصاف کی مدد سے جواب دیجئے کہ یہ خلافت کی اعانت ہے
یا ہندوؤں کی۔ شمیم بہ عرب و عجم۔ ہند و سندھ کے علماء مکفرین مرزائیہ کو اگر آپ مفسد
کہتے تو پھر امیر امان اللہ غازی کیلئے آپ کیا حکم لگاتے ہیں جو انہیں جان سے مروا ڈالتے
ہیں۔ **مسٹر محمد علی صاحب کی حقیقت ہمدردی اسلامی**۔ آپ فرماتے ہیں
"ہمیں چاہیئے کہ ہم سب ایک ہی جے پکاریں۔ اور یہ جے مہاتما گاندھی کی جے ہو وہی ہمارے
سردار ہیں اور انہی کی عزت ہم پر فرض ہے" (اخبار خلافت) پھر فرمایا "خدا کی طرف سے ہمیں
ایک رہبر کامل عطا کیا گیا ہے جسکا نام مہاتما گاندھی ہے۔ میں کسی مذہب میں ایسا آدمی
نہیں دیکھتا جسکو میں اپنا سردار مانوں۔ اگر کوئی ہستی ایسی ہے تو وہی ہستی مہاتما جی
کی ہے" بریلی کی ایک تقریر میں آپ فرمایا "اے ہندو بھائیو تم دعا کرو اگر ہندوؤں کا مذہب
سچا ہے تو ایشور پرماتما مجھے ہندو مارے اور اے مسلمان اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اللہ تعالٰے
مجھے مسلمان مارے" (اخبار مشرق گورکھپور ۲۰ ستمبر ۱۹۲۳ء) امرتسر کے ایک جلسہ میں کہا "میں
مہاتما گاندھی کی جے اور اللہ اکبر کو مترادف سمجھتا ہوں" (اخبار نصرت لاہور ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء)
مسٹر محمد علی کے نزدیک جب اللہ اکبر اور مہاتما گاندھی کی جے یکساں ہیں تو کیا تعجب ہے
کہ اذان اور نماز میں آپ بجائے اللہ اکبر کے مہاتما گاندھی کی جے کہنا جائز سمجھتے اور کہتے
ہوں۔ آپ مہاتما گاندھی کی فقط جے ہی پکارنے کی مسلمانوں کو ترغیب نہیں دیتے بلکہ
انکی عزت و تعظیم کو فرض بتلاتے ہیں۔ نہ معلوم پھر یہ خلافت و خلیفہ کی رٹ کیوں لگائی جاتی
ہے؟ مہاتما گاندھی اللہ کیطرف سے جب آپکو رہبر کامل عطا ہوئے تو وہی موصل
الی اللہ ہوئے۔ مسٹر محمد علی کو ہندویت اور اسلام دونوں مذہب یکساں معلوم ہوتے
ہیں کسی ایک پر حقانیت کا یقین نہیں۔ حالانکہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ہے اسلامی
اصطلاح میں "خدا کی طرف سے رہبر کامل" نبی و رسول یا کم از کم نبی و رسول کے طریقہ کے
مطابق ہدایت کرنیوالے کو کہا جاتا ہے مگر معلوم نہیں مسٹر محمد علی مسٹر گاندھی صاحب
کو کن معنوں میں خدا کی طرف سے رہبر کامل مانتے ہیں؟

مسٹر شوکت علی صاحب کی لیڈرانہ حقیقت جامع مسجد دہلی میں ایک تقریر کے
دوران میں آپ نے فرمایا "صرف زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر تم ہندو بھائیوں

کو راضی کر لوگے" (مدینہ بجنور ۲۱ جنوری ۱۹۲۳ء) پھر فرمایا "ہم ایک ایسا مذہب ایجاد کرنا چاہتے ہیں جو ہندو مسلم امتیاز کو اُٹھا دیگا اور سنگم و پریاگ کو متبرک مقدس مقامات ٹھہرائیگا" پھر فرمایا "اے خدا ہمسے ایک نیک کام بھی ہو گیا ہے یعنی میں اور مہاتما گاندھی بھائی بھائی ہو گئے ہیں" - ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا "میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری بزرگ ماں کو بے حرمت کرے - میری بہو اور بیٹی کو بے حرمت کرے - قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے میری مسجد کو شہید کر ڈالے" (نجات بجنور ۱۱ دسمبر ۱۹۲۳ء) پھر فرمایا "ہم ہندی قوم پرست ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اُسکے خلاف تلوار اُٹھائیں گے" (اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ جنوری ۱۹۲۴ء) مسٹر لیڈر کہتے ہیں زبانی جمع پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا غالباً آپکی غرض شردھانند کے ہاتھ پر مسلمانوں کو شُدّھ کرنیکی ہے اور خود تو گاندھی جی کے یقینی بھائی ہو ہی چکے ہیں - لیکن ماں اور بہو بیٹیوں کی حُرمت کو ہنود پر قربان کرنا اور قرآن و مسجد تک کو انکے مقابلہ میں بے حقیقت سمجھنا مسٹر شوکت علی جیسے غیرتمند اور دل و گردہ والے انسان ہی کا کام ہے - اِن کفر پرور ہزلیات سے خدا جانے غرض کیا ہے - اسکے بعد آپ کہتے ہیں کہ ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اُس سے لڑینگے - پھر حمایت خلافت کے چکمے نادان مسلمانوں کو کیوں دیئے جاتے ہیں - اور کیوں صاف لفظوں میں اعلان نہیں کر دیا جاتا کہ مسلم قوم کی ہمدردی کے نام سے شُدھی سبھا کی ایجنٹی کے فرائض ادا کئے جا رہے ہیں اور اب ہمارا ادھر گہرا تعلق ہو گیا ہے"۔

ڈاکٹر کچلو صاحب کی اسلامی حقیقت سکھوں کے دربار امرتسر میں اکال تخت کے روبرو کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا "سکھ دھرم اور اسلام میں کوئی فرق نہیں - میرا دھرم بھی سکھی ہے" وغیرہ - (روزانہ اردو اکالی اخبار امرتسر ۱۵ - اگست ۱۹۲۳ء)

یہ ہیں قومی لیڈر جو قوم کو اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہیں اور جو علماء و اصفیاء قوم کو انکے پیچھے لگنے سے روکتے اور انکے کفریات سے بچانا چاہتے ہیں انہیں سبّ و شتم کیا جاتا ہے ہمیں تو معلوم نہیں لیکن رازدان لوگوں میں مشہور ہے کہ مسٹر ظفر علیخان (زمیندار) کا پس پردہ گورنمنٹ سے کچھ اور ہی تعلق ہے جو پبلک میں نہیں تو پبلک اس سے آگاہ ہے بلکہ وہ تعلق وہی ہے جسکی اُڈوائر صاحب کا شکریہ ادا کرنے اور شاہ برطانیہ کی قصیدہ خوانی اور ظلِّ الٰہی بتانے سے بُو آتی ہے - اور علماء و اصفیاء کو جو ...

دور کروہ متہم کرنیکی ناکارسعی کرتے ہیں تو اسکی مثال اُس عورت کی طرح ہے جسکی ناک کسی عیار نے کاٹ ڈالی تھی۔ اب اُسے ایک دنیا جانتی تھی کہ وہ نک کٹی ہے مگر جب کسی سے بات کرتی تو جھٹ کہدیتی کہ تم تو نک کٹوں والی باتیں کرتے ہو۔ بعینہٖ یہی حالت زمینداد کی ہے جو بلاثبوت علما کو متہم کرتا ہے۔ **لیکن** ہمنے پھر جب اس رازدان طبقہ کو کہا کہ وہ قید ہوئے اور ہزاراں کا نقصان اٹھایا۔ **تب** جواب ملا کہ کابل کی طرف ہجرت کرنے والوں کے ساتھ جو ہزاروں ایسے آدمی گئے تھے تو جیل میں چلاجانا کونسی کٹھن منزل ہے۔ اسمیں تو وہ فائدہ تھا "ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ چوکھا آئے" کھانا دانہ سرکاری باقی بچت۔ اور ملک سے چندہ ولیڈری نفع ہیں۔ بالآخر اس سپید جواب پر ساکت ہی ہونا پڑتا ہے۔ **باقی لیڈران**۔ مولوی ابوالکلام صاحب آزاد مسٹر محمد علی و مسٹر شوکت علی وڈاکٹر کچلو صاحبان وغیرہ ہیں۔ انکے اقوال سے ظاہر ہے کہ اُنکا دین کوئی خاص نہیں وہ ایک نیا مذہب تجویز کر رہے ہیں شدھی سبھا کے مبلغ یا شردہانند وگاندھی کے چیلے وایجنٹ ہیں۔ قرآن او مساجد کی عظمت کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ وہ ہنود کی خاطر خلیفۃ المسلمین اور مسلمان ترکوں سے لڑنیکو شمشیر بکف ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام اور سکھ وغیرہ مذاہب میں کوئی فرق نہیں (نعوذ باللہ من الخرافات)

بالآخر ہم دنیائے اسلام کے ہر ایک فرقہ اور مذہب ملت سے لیڈروں کے مندرجہ بالا اقوال پر استفتاء کرتے ہیں کہ ان اقوال کے کہنے والوں کے لئے شریعت اسلام میں کیا حکم ہے؟ جسقدر جواب آئیں گے وہ چھاپ آل مسلم پارٹیز کانفرنس امرتسر میں بغرض اصلاح پیش ہونگے۔

امکانِ کذب و خلفِ وعید کے متعلق متقدمین و متاخرین کا عقیدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جسے ذراسی بھی سمجھ ہے اور کچھ ایمان سے حصہ وہ یقیناً جانتا ہے کہ اللہ جلشانہٗ کی ایک صفت منجملہ صفاتِ کریمہ صدق اور سچائی بھی ہے اور وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ اللہ جلشانہ سے بات کرنے میں کون زیادہ سچا ہے وہی ایک کریم کارساز ہے جسکی ذات پاک سے مخالفتِ وعدہ ممتنع ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ جب آیات کریمہ

ثابت ہے کہ صدق اور سچائی اللہ جل شانہ کی صفات قدیمہ سے ہیں اور قدیم وہی ہے جسکا زوال محال ہو۔ لہذا جبتک یہ نہ مانا جائے کہ خدائے کریم سے صدق و سچائی دور ہو سکتی ہے امکانِ کذب کلام الٰہی میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اسواسطے کہ کلام میں سچائی جاتے رہنے اور صدق دور ہونے ہی کا نام کذب ہے بنائے علیہ شیخزادہ علیہ الرحمۃ نظم الفرائد میں تحریر فرماتے ہیں قال الامام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ اذا جاء الخلف فی الوعید بغرض الکرم فلم لم یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتہی بلفظہ۔ وھکذا فی التفسیر الکبیر ترجمہ۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المذہب فرماتے ہیں کہ اگر وعدہ عذاب میں مخالفت ممکن اور جائز سمجھی جائے گی تو پھر قرآن مجید کے قصوں اور خبروں میں کذب ممکن اور جائز نہ سمجھنے کی کیا دلیل ہے۔ پھر امکانِ کذب اگر کلام باریتعالےٰ میں مانا جائے گا تو تمام شریعت اور قرآن پر مخالف کو کہنے اور طعن کرنے کی اسقدر گنجائش ملجائیگی کہ ہر آیت کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے اللہ جل شانہ نے کسی مصلحت سے یہ جھوٹ بولا ہو۔ اسواسطے کہ جو بات ممکن ہے اسکا وقوع میں آنا محال اور ممتنع نہیں ہوتا۔ لہذا نظم الفرائد میں علامہ عبد الرحیم بن علی مشہور بشیخ زادہ۔ عمدہ امام نسفی اور شرح کبیر امام لقانی اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہم الرحمۃ سے تحریر فرماتے ہیں وذھب مشائخ الحنفیۃ الی انہ یمتنع تخلف الوعید کما یمتنع تخلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی والشرح الکبیر للامام اللقانی وشرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری یعنی ہمارے مشائخ حنفیہ فرماتے ہیں کہ وعدہ ثواب وعذاب دونوں کی مخالفت ذات خداوند کریم سے ممتنع بالذات ہے۔

اسواسطے فقہ اکبر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وما کان من السیئات دون الشرک والکفر ولم یتب عنہا حتی مات مؤمنا فانہ فی مشیۃ اللہ ان شاء عذبہ وان شاء عفی عنہ یعنی علاوہ کفر و شرک کے تمام گناہوں کی سزا اگر کوئی مومن بلا توبہ مرگیا تو موقوف اللہ جل شانہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے عذاب کرے خواہ بخشدے اور جب سب گناہوں کی سزا وابستہ مشیت ہے کوئی عذاب کا وعدہ قطعی قرآن مجید میں ہے نہ حدیث صحیح میں۔ پھر اگر وہ سب گنہگاروں کو بخشدے تو اسکو خلفِ وعید نہیں کہہ سکتے جب وعید یعنی وعدۂ عذاب ہی کہیں قطعی طور سے نہیں پایا جاتا تو بصورت مغفرت مخالفتِ وعید کہنا ہی نافہمی ہے قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بیشک

اب اہل انصاف میر صادق حسن ناظم کے بہتانات ناشائستہ کو ہماری تحقیقات سے ملاکر ملاحظہ فرماویں کہ دیوبندیہ ذات پاک خداوند کریم پر لفظ کذب کو جائز رکھکر خدائے کریم کو بالقوۃ کاذب کہتے ہیں اور اہل سنت بریلوی وغیرہ وصمہ کذب سے ذات پاک خداوند کریم کو پاک بھی سمجھتے ہیں اور تمام گنہگاروں کے گناہوں کا بخشنے والا کریم بھی سمجھتے ہیں البتہ دیوبندیہ نے اپنی بعض کتابوں میں ایک دہوکا مسلمانوں کو اور دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ معتزلہ بندوں کی کلام کے ساتھ خدا کو بدین معنی متکلم مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بندوں کی زبان پر کلام کا پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا کلام انسان خدا ہی کا کلام ہے اور اس کلام میں امکان کذب کیا وقوع کذب موجود ہے ورنہ دنیا میں جھوٹا کوئی کلام نہوتا۔ البتہ اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ کلام یعنے خلق کلام معتزلہ کے مطابق کہا جائے تو بلا شبہ اللہ جلشانہ تمام بندوں کے کلام میں صفت جھوٹ پیدا کرنے پر قادر ہے اور پیدا کرتا ہے۔ مگر پیغمبروں کی زبان پر جھوٹ نہ کبھی پیدا کیا نہ پیدا کرتا ہے۔ اور معتزلہ کی کہتے ہیں کہ بندوں کی زبان پر بھی خدا جھوٹ نہیں پیدا کرسکتا بڑے کام بندہ خود پیدا کرتا ہے۔ لہذا بدیں معنی امکان کذب یعنی خلق کذب خدا سے ممتنع اور محال ہے اور اہلسنت کہتے ہیں جائز ہے اس مقام کی عبارتیں دکھلا کر مسلمانوں کو دہوکا دیتے ہیں کہ خدا کے اس کلام میں جو اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے اور کلام اللہ میں امکان کذب ہے (نعوذ باللہ منہا)

علمائے اہلسنت و دیوبند کے بعض اختلافی مسائل

میلاد شریف ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اسکی نہیں ہوسکتی۔ الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک۔ چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں (براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸) قیام مشابہ فعل ہنود کے بھی ہے کہ وقت ولادت کنہیا کے ہنود بھی ولادت فرضی کرکے ایسی تعظیم کرتے ہیں (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صفحہ ۲۲۵)

انبیاء علیہم السلام بڑے بھائی ہیں انسان آپسمیں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸ مطبوعہ لکشور)

بارِ دوم ۶ ہ۔ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکے آپکو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے" (براہین قاطعہ ص۳) اولیاء انبیا امام۔ امام زادے پیرو شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان سے کم بتانا اور بچوں اور پاگلوں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" (براہین قاطعہ ص۱۵) اور ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ" (براہین قاطعہ ص۵۲) پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان اشرفعلی ص۷)

نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔

"صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است (صراطِ مستقیم ص۸۶ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ)

دعویٰ رسالت۔ مولوی اشرفعلی تھانوی کے ایک مرید نے اپنی خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے۔ "کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپکا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے

کا مصداق یہی زمانہ ہے اور ایسے ہی مولنا اس امر کی جرات کر سکتے ہیں کہ مرتد کو کفر سے توبہ نکرنے دیں اور کفر کو اسلام بنا کر کسی غریب بے علم مولنا کو دوستی کے جامہ میں ظہور کر کے دائم الحبس جیلخانہ کفر بنا دیں چنانچہ صفحہ اول سطر ۲۳ کالم چہارم میں مولنا مذکور لکھتے ہیں (اسمیں شک نہیں کہ یہ اشعار (۱) نمبردار ۳-۳-۱۱۱-۹-۱۰-۱۱-۱۴ و ۲۰) اگر سارے قصیدہ سے الگ کر کے پڑھے جاویں تو واقعی اوسیطرح خلاف شرع ہیں جیسے ابو النجم کا قصیدہ خلاف شرع ہے کیوں صاحب کیا شعر ۳ یعنی یہ سچ ہے اوسپہ خدا کا نہیں چلا قابو مگر ہم اوس بت کافر کو رام کر لینگے کے یہ معنی نہ ہوئی کہ خدا کا تو نصاری پر قابو نچلا بلکہ خالق اکبر تو اونکی مسخر کرنے سے عاجز ہو گیا۔ لیکن ہم اونکو فرمان بردار بنا لیں گے ذرا انصاف کر کے مولنا ہی فرماویں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں غلام رسول اللہ ہوں میں خدا سے فتح اسلام کی دعا بھی کرتا رہوں گا میں خدا کو نعوذ باللہ عاجز بھی سمجھتا ہوں اور جو خدا نکر سکا وہ ہم غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر لیں گے کیا یہ شخص کسی مسلمان کے نزدیک مسلمان سمجھا جاویگا یا بالاتفاق مرتد اور اگر بموجب اس روایت کے کہ ننانوے توجیہ کسیکی کلام میں کفر کی ہوں اور ایک توجیہ اسلام کی تو اوسکو مسلمان ہی کہا جاویگا خدارا مولنا ہی بتلا دیں کہ مصرع یہ سچ ہے اوسپہ خدا کا نہیں چلا قابو اس کلام کی کتنی تشریحیں کفر کی ہیں اور کون سے تشریح اسلام کی یا آپکے نزدیک دوسرے اشعار ۹-۱۰-۱۱-۱۴-۲۰ اسی مصرع کے تشریحات ہیں مگر شاید کوئی ہٹ وہرم ہی کا اندہا ہی اسکو تسلیم کرے اہل علم کے نزدیک تو کوئی سڑی دیوانہ بھی تسلیم نہیں کر سکتا البتہ اگر یوں کہا جاوے کہ اشعار نمبر ۸-۹-۱۰-۱۱-۱۴-۲۰ اقوال اسلام آمیز ہیں اور یہ مصرع کفر صریح تو اب اس آیت کریمہ کے معنی بتلاویں جو سورۃ حجرات میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ یعنی ای ایمان والو مت بلند کرو تم آوازیں اپنی نبی کی آواز
پر اور مت پکارو تم اونکو جیسے آپسمیں نام لیکر بعض تمہارا بعض کو پکارتا ہے
سب نیک اعمال تمہارے حبط اور برباد ہوجاوینگے اور تمکو اوسکا شعور بھی
نہوگا کیوں مولناجی فقط آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آواز بلند
ہونیکی جرم میں صحابہ کرام کو تمام اعمال حسنہ کے برباد ہوجانیکا وعید
سُنایا جاوے کہ جو بغیر کفر کے نہیں ہوتا اور آپ کفر صریح کو دیگر اقوال حسنہ
نمبر ۸ - ۹ وغیرہ کے ساتھ صاف کالعدم کرکے مخالفت آیت کریمہ کا بیڑا
اوٹھاویں اور اس دہوکے سے غریب زمیندار کو دائم الحبس جیلخانہ کفر بناویں
یہ آپہی کا حصہ ہے مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ غالباً یہی وجہ
ہے کہ آپ نے ناحق ہوئے قتل مرزائی پر دار الاسلام کابل میں صفحہ کے صفحہ
اخبار اہلحدیث کے کالے کرڈالے اسی بنا پر کہ وہ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں
قرآن وحدیث کے بھی برائے نام قائل ہیں تہجد اور درود و وظائف بھی پڑھتے
ہیں پھر انکے اعمال حسنہ کا قرینہ ہوتے ہوئے ایک دعوی نبوت پر جو کفر صریح
ہے اونکو کیوں کر کافر و مرتد کہا جاوے اسواسطے کہ اول تو آپ کے اس قاعدہ
کے موافق آپکے نزدیک وہ مرتد ہی نہوئے اور اگر آپ اونکو مرتد مانتے ہیں تو کیونا
پھر مرتد کے قتل کو ناحق کہنے کے کیا معنی قتل مرتد تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
چنانچہ صفحہ ۱۰۲۲ جلد دوم بخاری مطبوعہ مطبع احمدی میں ہے عن ابی بردۃ قال
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا موسی ومعاذ بن جبل رضی اللہ
عنہما الی الیمن قال وبعث کل واحد منہما علی مخلاف قال والیمن مخلافان
فجاء معاذ من مخلافہ) یسیر علی بغلتہ حتی انتہی الیہ (ای الی موسی
عبد اللہ بن قیس) فاذا ھو جالس وقد اجتمع الیہ الناس واذا رجل عندہ
قد جمعت یداہ الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ بن قیس ایّم ھذا
قال ھذا رجل کفر بعد اسلامہ قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیئ بہ
لذالک فانزل قال ما انزل حتی یقتل قال فامر بہ فقتل ثم نزل
اور اوسی صفحہ میں ہے دوسری سند سے فرار معاذ ابا موسی فاذا رجل

موثق فقال ما هذا فقال ابو موسى يهودي اسلم ثم ارتد فقال معاذ
لا اجلس حتى يقتل ترجمہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوموسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی
طرف بھیجا اور یمن کے دو ضلع ہیں علیحدہ علیحدہ دونوں کو ہر ضلع پر مقرر فرمایا اپنے
ضلع سے اپنی خچر پر سوار ہو کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوموسی
عبداللہ بن قیس سے ملنے آئے حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تشریف
فرما ہیں اور انکے گرد لوگ جمع ہیں اور ایک شخص کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں حضرت
معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے فرمایا یہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا ہے
حضرت معاذ نے فرمایا جبتک یہ قتل نکیا جاوے میں نہ اترونگا حضرت ابوموسی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسیواسطے یہ لایا گیا ہے آپ خچر سے اتریں فرمایا جبتک
یہ قتل نہوے میں نہ اترونگا پس حکم قتل دیا گیا جب وہ قتل کر دیا گیا آپ خچر سے
اترے اور دوسری سند سے دوسری حدیث میں ہے کہ وہ ایک یہودی تھا
جو مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اسکے علاوہ اجماع امت قتل مرتد کے
متعلق بہت حدیثیں ہیں مگر اس مختصر میں زیادہ گنجائش نہیں اسیطرح زیدیوں کو
ایک مصرعہ کفریہ پر باوجود موجود ہونے دیگر اشعار مدحیہ کے کیونکر مرتد کہا جاوے
کہیں آپ وہی مولوی ثناء اللہ اڈیٹر اہلحدیث تو نہیں جنکا کفر علماء ثقات نے
خصوصاً امام فرقہ اہلحدیث نے اپنے رسالہ اربعین میں آپ ہی کی کتابوں سے
چالیس وجوہ سے ثابت کیا ہے کہیں یہ تمام کوششیں بوجہ کفر نہ مینار ہیں اپنے
کفر اوٹھانیکے تو نہیں ہیں زیدیہ تو غریب مفت کا بار احسان ہے اسواسطے کہ
بظاہر اپنے جیسی نماز پڑھتے ہیں بلکہ پہلے ہیں تو بعض اوقات بے وضو بھی پڑھ لیتے
ہیں جیساکہ آپکے فتوی مطبوعہ رسالہ باہواتجی افادہ نواب اسمعیل خان
اگرآبادی سے ظاہر ہے روزہ بھی رکھتے ہیں اکثر قال اللہ اور قال رسول اللہ
بھی فرماتے رہتے ہیں پیران اعمال حسنہ کے مقابلہ میں چالیس وجوہ کفریہ حقیقت
رکھتی ہیں مگر زیدیہ تو کفر مرزائی اور حق بجانب ہوتے قتل مرزائی یا اور نیز آپکے
ہم مشرب دیوبندیہ کلام کے کالم او حقیقت کے متعلق بیان کر چکے ہیں بغرض اختصار

آپکی اس تاویل پر کیونکر راضی ہو سکتا ہے مگر اپنے مطلب کے لیے ممکن ہے کہ جیسے ابتدا اخبار سے اب تک سیکڑوں پلٹے کھائے اور ہزاروں بوقلمونے رنگ دکھائے پلٹا کھا جاوے اور علاوہ کفر مصرعہ مذکورہ آپکی اور مرزائیہ کے کفر میں شریک حال ہو جاوے اور سب ملکر اکیلے جیلخانہ کفر میں دائم الحبس رہیں مگر اور دوسرے مسلمانان سلف کو تو اپنے ساتھ نہ گھسیٹیے بھلا اس شعر میں شعر شخصی بسجد مد دگفتہ خدا دو است؛ لعنت بر آن کس است کہ گفتہ خدا یکیست لفظ گفتہ صراحۃً بتلا رہا ہے کہ کہی ہوئے کلام سابق یعنی خدا دو یست پر لعنت ہے نہ کہ کلام آیندہ خدا یکیست پر مگر آپکا تو مطلب یہ ہے کہ اپنے کفر میں دنیا کے مسلمانوں کو شریک کر لوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ابوجہل اسی آرزو میں مرگیا مگر سب کو اپنا جیسا نہ کر سکا نہ بنا سکا بلکہ اوسکے مونہ سے بھی کبھی کبھی کلمہ حق یعنی ان لہ لحلاوۃ وان لہ تلاوۃ نکل ہی جاتا تھا ایسے ہی آپکی قلم اور مونہ سے بھی کلمہ حق نکل ہی گیا اور مدت سے جو اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے والوں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنیوالوں کو کافر و مشرک کہرہے تھے یہ ثابت کر دکھایا کہ یہ ہمارا کہنا فقط بوجہ تقلید نجدیان بیدین اور بوجہ فرضیت تقلید کتاب تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی اور نیز بوجہ شوق مشرک اور کافر بنانے صوفیاء کرام وجملہ اہل اسلام مقلدین ائمہ مجتہدین اور سواد اعظم مسلمین کے ہے ورنہ اگر اولیاء اللہ کو مظہر عون الہی سمجھکر مجازاً اون سے مدد طلب کیجاوے بلاشبہ نہ شرک ہے نہ کفر بلکہ اگر کوئی زمانہ کو یا فصل ربیع یا مینہ وغیرہ کو بھی فاعل مجازی سمجھکر تمام افعال کی نسبت غیر اللہ کی طرف کر دے ہرگز شرک نہیں چنانچہ صفحہ اول اور آخر کالم اول مذکورہ پرچہ زمیندار اور پرچہ اہلحدیث میں آپکا یہ مضمون بحمایت کفر زمیندار مسطور ہے (فقہائے فرمایا ہے جہاں کسی کلام کی توجیہات متعدد ہوں جن میں سے ایک بھی توجیہ اسلام کی ہو تو اوسی اسلامی توجیہ پر فتوی دینا چاہیئے کفر پر نہیں اس اصول کے علاوہ کلام فہمی کا ایک اور بھی اصول ہے جو عموماً علم بیان میں مذکور ہوتا ہے میں اوسکو اہل علم خاصکر فارغ التحصیل علما نہ کہ صرف محدث اور اسی مولنا کے سامنے پیش کر کے اون کی توجہ اس فتوی کفر پر

دلاتا ہوں وہ اصول یہ ہے جو مطول وغیرہ میں مذکور ہے کہ کسی فعل الٰہی کی نسبت غیر اللہ کیطرف کرنیکی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری مجازی حقیقی نسبت تو یہ ہے کہ قائل اوس غیر اللہ کو اصل فاعل سمجھے ایسا سمجھنے والا دھریہ ہوگا مجازی یہ ہے کہ اوسکو اصل فاعل نجانے اصل فاعل تو خدا کو جانے مگر غیر اللہ کیطرف بطریق سبب وغیرہ نسبت کرے صورت اول میں اوسپر فتوی کفر لگے گا صورت ثانیہ میں نہیں اسکی مثال علماء معانی یہی دیا کرتے ہیں انبت الربیع البقل یعنی موسم ربیع نے سبزی کو اوگادیا قرآن مجید میں بھی اس مجازی کی مثال ملتی ہے ملاحظہ ہو مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا یعنی اوس چیز سے کہ اوگاتی ہے زمین اپنی ساگوں اور ککڑی اپنی سے) چونکہ (انبت) یعنی اوگانا افعال قدرت میں ہے اس لئے علماء بیان کہتے ہیں کہ اس قول کا قائل اگر اس فعل کو حقیقتہً ربیع کی طرف نسبت کرتا ہے تو کافر ہے اور اگر مجازی طور پر کرتا ہے یعنی فاعل خدا کو جانتا ہے اور ربیع کی طرف نسبت مجازی کرتا ہے تو مومن ہے حالانکہ قول ایک ہی ہے انتہی بلفظہ مولٰنا اس تقدیر پر آیت کریمہ مما تنبت الارض میں تو اللہ جلشانہ پر بھی آپکا یہ فتوی جاری ہوگیا کہ مراد متکلم جو آیت میں اللہ ہے اگر نسبت حقیقی ہے تو متکلم کافر ہے اور اگر نسبت مجازی ہے تو مومن اسیواسطے علماء بیان نے بلا آپکی اگر مگر کے بیان اقسام مجاز میں فقط اتنا تحریر فرمایا ہے کہ زمانہ نے بوڑھا کردیا ربیع نے یا مینہ نے گھانس اوگائی علی ہذا فلاں بزرگ نے بیٹا دیا جو افعال مخصوص قدرت ایزدی ہیں سب میں فاعل حقیقی خالق اکبر مراد ہوتا ہے اور مجازاً غیر اللہ کو فاعل قرار دیکر غیر اللہ کیطرف افعال خالق حقیقی کو نسبت کرنا کلام مخلوق اور نیز کلام اللہ میں شائع وذائع ہے دن رات ہم بولتے ہیں پانی نے پیاس بجھادی کھانے نے پیٹ بھردیا مختصر معانی میں تو ایک مثال یہ بھی لکھی ہے طبیب نے شفا بخشدی مگر سب مسلمانوں کا حقیقتہً یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ حقیقتہً پیاس بجھانے والا پیٹ بھرنے والا شفا بخشنیوالا اللہ ہی ہے اسیطرح بولتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ مددکن یا معین الدین چشتی یاعلی مدد اور سبکی مراد اسکلام سے یہی ہوتی ہے مگر چونکہ یہ سبب و واسطہ امداد

الٰہی ہیں اسواسطے مجازاً نسبت افعال اولیاء اللہ کیطرف کیجاتی ہے چنانچہ
ایاک نستعین کی تفسیر میں مولٰنا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمتہ جنکی سند کے ساتھ علم
حدیث میں مقلدین غیر مقلدین سبھی کو فخر حاصل ہے اور آپ نے بھی اگر حدیث کسی
استاد علم حدیث سے پڑھی ہوگی گو طریق مولٰنا علیہ الرحمتہ چھوڑدیا مگر دوچار
واسطہ سے ضرور دعوی شاگردی مولٰنا رحمہ اللہ رکھتے ہونگے اور ہمارے مولوی صاحب
خطیب مسجد وزیر خان مولوی دیدار علیشاہ صاحب بھی بواسطہ مولٰنا شاہ
فضل الرحمن قدس سرہٗ گنج مرادآبادی ایک واسطہ سے اونکے شاگرد ہیں اور اونہیں
کے طریقہ پر قائم گو بواسطہ مولٰنا احمد علیصاحب مرحوم دو واسطہ رکھتے ہیں صفحہ ۲۶ اپنی
تفسیر عزیزی جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں اسجگہ اتنا سمجھنا چاہیئے کہ غیر اللہ سے اس
طرح مدد طلب کرنا کہ اوس غیر پر (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) اعتماد کلی ہو اور او سکو
مظہر عون الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر اونکو مظہر عون الٰہی سمجھکر اسطرح اون سے
مدد طلب کرے کہ اللہ کی مدد انکے واسطہ سے ہوتی ہے اور یہ سبب ہیں مدد الٰہی کے
(جیسے پانی سبب ہے پیاس بجھانے کا اور فصل ربیع سبب ہے گھانس اوگانیکی
اور جیسے فعل مسبب حقیقی یعنی پیاس بجھانی اور گھانس اوگانیکو سبب یعنی ربیع
اور پانی کیطرف نسبت کرتے ہیں ایسے ہی مجازاً حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مددگار
سمجھکر یاعلی مدد وغیرہ پکارتے ہیں اس آپکے قاعدہ سے گو آپ کو اور زمیندار کو
بجز دائم الحبسی جیل کفر کچھہ فائدہ نملا مگر یہ اُمید قوی ہوگئی تھی کہ دنیا بھر کے
مسلمان جو شیئاللہ کا وظیفہ پڑھتے ہیں یا یاعلی مدد مجازاً کہتے ہیں بحمد اللہ تعالے
آپکے پنجہ شریک سے بچ گئی مگر پھر صفحہ ۱۰ آپکے پرچہ اہلحدیث میں دیکھا کہ آپ حسب
عادت قدیم تمام مسلمانان دنیا اولیاء اللہ سے مجازاً مدد مانگنے والوں کو مونہ بھرکے
مشرک کہہ رہے ہیں بیشک دروغ گورا حافظہ نباشد اسکام کا نام ہے معلوم ہوتا ہے
کہ فقط زمیندار کی خوشامد اور اپنی کفر قدیم کی اوٹھانے کی غرض سے اس قاعدہ
مسلمہ جمہور کو تسلیم کیا تھا نہ مطلقاً تمام اہل اسلام کو کفر و ہابیہ سے بچانیکو شاید
غیر مقلدین کو لامذہب اسیواسطے کہتے ہیں مگر یہ تو فرمائیے   خدا کیطرف قابو
نکلنے اور عاجز رہجانے کی نسبت مصرعہ (یہ سچ ہے او سپہ خدا کا نہیں چلا قابو) میں

نسبت حقیقی ہے یا مجازی اور خدا کو عاجز سمجھنا آپکے نزدیک حقیقۃً جائز ہے یا مجازاً یا دونوں طرح غالباً آپ بھی اور تمام مسلمان یہی کہینگے کہ کسیطرح بھی جائز نہیں بلکہ ہر طرح کفر ہے تو پھر اس اصول نے آپکو کیا فائدہ دیا غالباً یہ دعوی زمیندار کو ہم بھی تو کرینگے اور آپکے اصول قدیمہ کی موافق مثل یا علی مدد اور شیئاً للہ کے کفر و شرک تھے اسواسطے کہ زمیندار سارے قصیدہ میں تمام افعال عادیہ و غیر عادیہ کی نسبت اپنی اور اپنی جماعت لیڈران کی طرف کر رہا ہے وہ کفر و شرک آپکے اس اصول مسلمہ سے بلا شبہ دیگر اشعار خصوصاً شعر دعائیہ سے اُوٹھ گیا اور اسکے ساتھ ہی شیئاً للہ اور یا علی مدد سے بھی بقرینہ اسلام قائلین اور ماننے سب مسلمانوں کی موثر حقیقی ہر کام میں خدا کو نسبت شرک و کفر اوٹھ گئی اور ظاہر ہو گیا کہ بموجب اس اصل مسلمہ مذکورہ مطول و مختصر معانی کی جو آپکے نزدیک اور آپکے جملہ اہل علم کے نزدیک بھی مسلم ہے آپکا یا علی مدد اور شیئاً للہ اور استمداد اولیاء اللہ کو شرک محض کہنا بالغرض خوش کرنے اپنے معتقدین غیر مقلدین کے ہے کہ کبھی عوام کالانعام بگڑ جاویں اور روٹیوں میں فرق آجاوے اور اگر آپ نے سالک مسالک مہالک کی تاویل کی تائید میں اس اصل مسلمہ اہل بیان کو بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے تو ذرا مہربانی کر کے یہ بتلا دیں کہ جملہ خبریہ مصرعہ یہ سچ ہے او سپہ خدا کا نہیں چیلا قابو) کو جملہ استفہامیہ بلا قرینہ لفظی یا قرینہ خارجیہ مشہور بین الافاق مان لینا کسی نے لکھا ہے اور یہ مان لینا اقسام مجاز سے کون سے قسم ہے مگر اسکا جواب کتب معانی و بیان سے تو قیامت نہیں دیسکتے پھر یہ تنقیح لکھکر اپنے ساتھ بھولی بھالے زمیندار کو کیوں اپنے دائم الحبس کفر بنا دیا اور امید تھی کہ وہ اپنی توبہ شائع کر دیتا مگر آپنے اور آپکے ہم جنسوں نے دوستی کے پیرایہ میں اوس غریب بیکس کو سخت غار ہلاکت میں ڈالدیا مولٰنا اگر جملہ خبریہ کو استفہامیہ مان لینا مانلیا جاوے تو قیامت تک کبھی کسی مجرم پر کوئی جرم ثابت ہی نہیں ہو سکتا ایک شخص کہتا ہے میں تیرے باپکو ضرور قتل کر دونگا جب بغرض مچلکہ بلایا گیا اگر وہ کہے میں نے استفہاماً اور طنزاً کہا تھا کہ کیا میں تیرے باپ کو قتل کر دونگا کیا یہ عذر اوسکا مسموع ہو سکتا ہے اور تمام قرآن مجید کے

اخبار اور احکام کی نسبت ہر بیدین کہہ سکتا ہے کہ اخبار اور احکام قرآنی استفہامات ہیں لہذا واجب العمل نہیں نعوذ باللہ مثلاً اللہ فرماتا ہے کہ جوا اور شراب نجس ہیں ایک بیدین کہہ سکتا ہے کہ چونکہ پہلے سے یہ دونو چیز جائز تھے لہذا اس قرینہ سے ظاہر ہے کہ اللہ طنزاً اور استفہاماً فرماتا ہے کہ کیا جوا اور شراب نجس ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ علی ہذا وہ ایکا قاعدہ اول جسکو آپ نے اون فقہا کی طرف منسوب کر گئے جو مقلد تھے اور اونکے پیرو دونوںکو آپ بدعتی اور مشرک کہتے رہتے ہیں وہ صفحہ ۳۱۶ جلد سوم درمختار میں اسطرح مسطور ہے واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف یعنی جس مسلمان کے کلام کی کسی اچھی معنی کے ساتھ تاویل ممکن ہو اور جس مسلمان کے کلام کفریہ کی کفر ہونے میں اختلاف ہوا وسپر کفر کا فتوی ندیا جاوے اور اکثر وہابیہ اسی عبارت کے ساتھ تمسک کر کے عوام کو دھوکہ دیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوی وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو وجہ اسلام کو غالب رکھکر اوسکے قائل کو کافر نکہا جاوے اور ایسا ہی بعض کتب فقہ میں لکھا بھی ہے مگر علامہ شامی رحمہ اللہ اسکی شرح میں اور نیز دیگر فقہا اسطرح تحریر فرماتے ہیں ظاہرہ انہ لا یفتی بہ من حیث استحقاقہ للقتل ولا من حیث الحکم ببینونۃ زوجتہ یعنی اس عبارت کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ بحیثیت قتل اوسکو کافر نکہا جاوے اور اوسکو ایک وجہ اسلام سے قتل سے بچا لیا جاوے اسواسطے کہ حدود قتل وغیرہ ادنی شبہ سے ساقط ہوجاتے ہیں نہ یہ کہ بوجہ کفر اوسکی بیوی پر اوسکے نکاح سے خارج ہوجانیکا بھی حکم ندیا جاوے انتہی لہذا اوس کلام کفر سے توبہ کرا کے اگر اوسکی بیوی اوس سے راضی ہو از سر نو اوس سے نکاح کر لے ورنہ اوسی اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے فقط لہذا اگر آپ اب مقلد بنگئے ہیں تو آپکو لازم تھا کہ اگر سلطنت اسلامی ہوتی اور حدود قصاص جاری ہوتے تو ہم تم دونو ملکر مرتدار کو قتل سے بچا لیتے اور توبہ شائع کرا کے از سر نو تجدید نکاح کرا دیتے ۔ کیا یہی حق دوستی تھا کہ مجمل عبارت سے اوس غریب بی علم کو دائم الحبس جیلخانہ کفر بنا کر مبتلائے بلا ہائے چند در چند کر دیا اسلامی دوستی اسکا نام ہے کہ ہمکو جبتک وہ کفر سے نجات نہ پاوے گا

ہم بے چین ہیں اور ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ اللہ اوسکو اور آپ جیسے اوسکے دشمنان دوست تماکو جلد رہائی عطا فرماوے اور ہم غریب مسلمانوں کا ہم نوا اور ہم پیالہ ہم نوالہ بنادے الہی ہمارے اون اسلام سے بیگانوں کو جو سواد اعظم مقلدین سے نکل کر حدیث من شذ شذ فی النار کے مصداق بنگیئے ہیں اونکو توفیق توبہ عطا فرما اور جیلخانہ کفر و بدعت اور محبت نجدیہ سے نجات دے تاکہ ہمارے ساتھ ملکر وہ بھی خدمت دین اسلام کریں اور ان فرقہ بندونکے فرقہ بندی سے تمام مسلمانوں کو اپنی حفظ و امن میں رکھ آمین ؁

مسلمانو محرم کی حرمت برقرار رکھو اور اس ماہ مبارک میں ارتکاب بدعات نہ کرو

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ اور اسکی پہلی تاریخ اسلامی نو روز ہے یوں تو سارا مہینہ ہی بڑی خیر و برکت کا ہے مگر اس کا دسواں دن (عاشورہ) قدیم سے متبرک ہے کیونکہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی دن حضرت صفی اللہ اور حضرت یونس علیہ السلام کے شہر والوں کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو خدائے پاک نے بغرق فرعونیان عزت و آزادی بخشی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد جودی پہاڑ پر اسی روز بسلامت ٹھہری۔ اسی دن اللہ تبارک و تعالے نے شہیدان کربلا کو درجہ شہادت عطا فرما کر اور صبر و استقامت کے صلے میں جنت کی نعمتوں سے ہمیشہ کے لئے خوش و خورسند فرمایا ہے

حسین زندہ ہیں جنت میں چین کرتے ہیں
حسد ہے ان سے جنہیں شور و شین کرتے ہیں
خوشی سے انکی جو خوش ہیں وہ غم سے ہیں آزاد
جو اس سے جلتے ہیں دن رات بین کرتے ہیں

بس ایسے متبرک مہینے میں ہمیں ہر قسم کی بدعتوں سے الگ رہنا چاہیئے۔

تعزیہ - مہندیاں - اور علم نکالنا - انکے آگے ڈھول تاشے بجانا یا ماتم کرنا - ان پر منتیں ماننا اور چڑھاوے چڑھانا حرام ہے - حضور علیہ السلام نے ماتم اور نوحہ کرنے والے اور اس کی طرف کان لگانے والے پر لعنت کی ہے مرثیوں میں جھوٹی روائتیں بیان کرنا اور محرم میں قصداً زینت ترک کرنا یا کسی خاص لباس یا رنگ سے اظہار غم کرنا بھی حرام ہے - اس مہینے میں بیاہ شادی یا کسی اور خوشی کے کام سے ارادتاً رکنا ہرگز جائز نہیں - بچوں کو امام حسینؓ کا فقیر بنانا گلے میں قلادہ باندھنا - ان سے بھیک منگوانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس سے اسکی عمر بڑھے گی بالکل خلافِ شریعت حرکت ہے - خاندان امامت کی صابر بی بیوں کے نام لے لے کر ان کی طرف بے صبری اور بین و بکا کے غلط قصے منسوب کرنا نہایت نازیبا فعل ہے - صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے سب و شتم کرنے والے دشمنوں کی مجلسوں میں جانا - اور اُن کی بدعتوں کو رونق دینا - ان کے ماتمی جلوس کے راستوں میں سبیلیں لگا کر اور ان کی آب شربت سے تواضع کرنا ہرگز جائز نہیں عورتوں کو باہر نکلنے اور ماتم سراؤں میں پھرنے سے نہ روکنا بڑی خرابی اور بے غیرتی کا فعل ہے

محرم میں کیا کرنا چاہئے - مسلمانوں کو اس ماہ مبارک میں تمام باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو اوپر مذکور ہوئیں - اس متبرک اور مقدس مہینے کی نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے - حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن بال بچوں پر رزق کو وسعت دے گا یعنی اچھی طرح کھلائے پلائے گا اللہ تعالیٰ تمام سال اسکے رزق میں وسعت برکت عطا فرمائیگا اگر آدمی اتنا غنی ہو کہ وہ دوسروں کی بھی مدد کر سکے تو اس روز اپنے غریب بھائیوں اور محتاجوں کو بھی با فراغت کھلانے پلانے میں بڑا ثواب ہے - بہتر ہوگا کہ شہدائے کربلا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے اُن غریب طالب علموں کی مدد کی جائے جو علوم دینیہ کی تحصیل میں مسجد وزیر خان وغیرہ مشغول ہیں - شہرت اور دکھانے کیلئے خرچ کرنا نہ کچھ فائدہ رکھتا ہے نہ اس سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک خوش ہو سکتی ہے -

بفضلہ تعالے مسجد وزیرخان میں حزب الاحناف کے زیرِ انتظام مدرسہ حنفیہ قائم ہے
آجکل اٹھارہ طالب علم تعلیم پا رہے ہیں۔ گیارہ دورۂ حدیث میں شریک ہیں اور
سات فقہ۔ اصول۔ معقول۔ حکمت۔ وغیرہ کی حصول میں مصروف ہیں۔
حنفی مسلمانوں کو اس مدرسہ کی طرف خاص توجہ کرنا چاہیئے۔ طالب علموں
کے طعام و قیام وغیرہ کا انتظام انجمن کے ذمہ ہے۔ ہمیں اللہ کی ذات سے
امید ہے کہ اس مدرسہ حنفیہ کیطرف جو خالص حنفیوں کا مدرسہ ہے نہ کہ مثل
دوسرے مدرسوں کی کہ جہاں کے مدرسین حنفی چشتی قادری اپنے کو مشہور
کرتے ہیں مگر اونکا اثر طلبہ کا اولٹا ظاہر ہوتا ہے اور وہ نکلتے ہی مخالفت احناف
اہلسنت میں مشغول ہو جاتے ہیں دیکھو جیسا پودا لگاؤگے ویسا پھل کھاوگے شعر
گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافات عمل غافل مشو مسلم شریف میں ہے قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سنة حسنة فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من
غیران ینقص من اجورھم شئ ومن سن سنة سیئة فلہ وزرھا وزر من
عمل بھا من غیران ینقص من اوزارھم شئ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں جس نے نیک طریقے کی بنیاد ڈالی اوسکو اپنی نیکی کا ثواب تو ملے ہی گا
مگر جتنے آدمیوں کو اوسکی وجہ سے ہدایت ہوگی اور اوس نیک کام میں شریک
ہونگے سب کے برابر کریم کارساز اپنے کرم سے اُس بانئِ خیر کو ثواب دیگا علی ہذا
جو برائی کی بنیاد ڈالے اور اوسکی وجہ سے بدعقیدہ مولوی پیدا ہوں۔ ذرا غور کیجیے
اگر آپ کی امداد سے ایک طالبعلم عالم ربانی خوش حنفی خالص صوفی مشرب پیدا
ہوگیا جس قدر اوس سے دوسرے عالم پیدا ہوں گے اور اون طالبعلموں سے اور
عالم اور جسقدر اوس سے عالم میں ہدایت پھیلیگی کیا اوس طالبعلم کے معاون کو
روٹی کپڑے کتاب وغیرہ سے اوس ثواب سے حصہ کامل نملیگا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ اِلَى سَبِيْلِ الرَّشَاد

مسٹر ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کے کلمات کفریہ پر علمائے اسلام نے تحریراً یا تقریراً جو کچھ فرمایا وہ نذر ناظرین کیا جا چکا ہے۔ ظفر علیخاں کے الفاظ کفریہ کی اُسکے نوکر عبدالمجید سالک اور دیگر حمایتیوں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری غیر مقلد وغیرہ ذریات زمیندار کیطرف سے بعض رکیک اور دور از کار تاویلیں چھپی ہیں جنمیں سے امرتسری صاحب نے کسیقدر علمی سمت کو ہاتھ لگانیکی کوشش کی ہے مگر جو تاویل اُنہوں نے ظفر علیخاں کے الفاظ کو جائز قرار دینے کے متعلق اختیار کی ہے اُس سے اُنکے اپنے کارخانہ شرک و بدعت کی بنیاد اُکھڑ گئی ہے اور اب وہ کسی حنفی یا دوسرے مقلد (یا رسول اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنے والے۔ مقابر بزرگان دین پر جانیوالے یا بزرگان دین کی خدمات میں دعا کے لئے حاضر ہونیوالے) مسلمانوں کو بھی قسم افعال پر بدعتی یا مشرک نہیں کہہ سکتے۔ اُنکا جواب اسی رسالہ میں درج ہو چکا ہے۔ تعجب ہے کہ مسٹر سالک جیسے مذہبی معلومات سے کورے آدمی کو بھی علمائے اسلام کے ارشادات مستند بالقرآن والاحادیث پر حرف گیری کی جراءت ہوئی۔ کہا کرتے ہیں "مینڈکی کو بھی زکام ہوا"۔ یہ ضرب المثل ایسے ہی موقع کے لئے معلوم ہوتی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ مسٹر سالک یہ تاویل اپنے آقائے نعمت مسٹر ظفر علیخاں کیطرف سے شائع کرتے۔ مگر اُنکی طرف سے اب تک کوئی تاویل شائع نہیں ہوئی لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ علمائے اسلام کی تحریروں اور تقریروں کو (جو اُنکی بنسبت شائع ہوئی ہیں) وہ درست مانتے ہیں اور سالک وغیرہ جو لوگ اُنکے الفاظ کفریہ کی تاویل بازی کر رہے ہیں وہ سب خرافات ہیں۔

علمائے اسلام کیطرف سے مسٹر ظفر علیخاں کے الفاظ کفریہ اور اُسکے خوشامدی نوکر مسٹر سالک وغیرہ حمایتیوں کی رکیک تاویلات کی تردید میں مستند تحریریں موصول ہوئی ہے جسکا انکار کفر کے مترادف ہے۔ اس مستند تحریر کے سیلاب سے امید ہے کہ گمراہ لوگوں کی تاویلات رکیکہ کا کوڑا کرکٹ سب بہہ جائیگا۔ اور تمام مسلمان اس معاملہ میں حق کیطرف آجائینگے۔ ہوشیار۔

زمیندار ایڈیٹر کو کا کفر پر اصرار اور اُسکی خو کی حالت کا اظہار

ظفر علیخان۔ یہ وہ اسلام کش مسلم آزار ہستی ہے جسکا اخبار زمیندار ہمیشہ بزرگان اسلام پر سب و شتم سے پر نکلتا رہا ہے اور اسکے نامۂ اعمال کیطرح اسکا یہ اخبار ہمیشہ علمائے کرام، پیشوایان اسلام اور بزرگان ملت حضرت سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام پر تبرے سے سیاہ نظر آتا رہا ہے یہ وہ مینڈھ ویرانہ گاندھی شاستری ہے کہ کبھی دشمنان اسلام کے ناپاک حملوں کے جواب میں

اسکا وہ قلم نجس رقم جو ان اہل اللہ کے خلاف کالم کے کالم نہیں ورق کے ورق رنگین کرتا ہے دو چار سطر بھی نہیں لکھتا جب زمیندار اٹھا کر دیکھیئے تو آپ پس ہی ہندوؤں اور خصوصاً گاندھی کی مدح سرائی دیکھیئے گا اور علمائے کرام حقیقی خادمانِ دین وملت متبعانِ سنت پر گالیوں افتراؤں بہتانوں کی بوچھاڑ اور نگہبانان اسلام کے جرم حفاظتِ اسلام وشکایت فتن وشرور اشرار لئام کے ہزاراں مذمت اسکی فحاشی اسکی دریدہ دہنی اسکی بدزبانی نے ہر گندہ دہن کو مات کر دیا۔ وہ گندی ناپاک ناشائستہ نہایت سخیف بیہودہ سوقیانہ گالیاں لکھتا ہے جسے دیکھکر بازاری شہدے اور تمام غنڈے لچے اپنی تبرا بازی بھول جائیں تو کیا عجب اور آجکل تو اسکا پوچھنا ہی کیا ہے کہ علمائے کرام نے اسکے ان شدید کفریات ملعونہ کی بنا پر اسے کافر کہدیا ہے اسکے بعد وہ ننگ اسلام بالکل ہی ننگا ہو گیا ہے جامہ سے باہر آگیا ہے بجائے الزام تکفیر کے واقعی جواب کے وہ تہذیب انسانیت کا خون کر رہا ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی الزام کے جواب میں گالیاں بک دینا یا اپنی جھوٹی تعریفیں گڑھ دینا یا اپنے دو چار دس پانچ ہم بستروں (یہ لفظ خود زمیندار کا ہے لہذا اسکا پسندیدہ اسی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے) ہم نواؤں کے نام سے مضامین چھاپ دینا اور الزام دہندوں کے سر افترا رت باندھ دینا کسیطرح جواب نہیں ہو سکتا۔ ہمنے سنا تھا کہ جون کے پرچے میں ظفر علیخان نے کچھ اپنے الزام تکفیر کے جواب میں ریز کی ہے ہر چند بہت تلاش کیا گیا۔ نہ ملا۔ اب بعد تلاش بسیار ملا تو وہی صدا ہائے بے ہنگام اور سب وشتم و دشنام علمائے کرام کے نام بنام بائیں ظفر علیخان کے اپنے قلم سے تو نہیں۔ ہاں اسکے ایک ہم بستر مالک سالک کے قلم سے ایک جاہلانہ مضمون ضرور ہے جسمیں نام جواب رکھا ہے اور حقیقۃً سیدھے سادے بھولے بھالے عوام مسلمانوں کو فریب دیا ہے۔ مگر ہر ذرا سی عقل والا جانتا ہے کہ کسیکی زبان وقلم کو کسنے روکا ہے۔ جواب ہوتا اور بات ہے اور منھ زوری کر کے باتیں بنانا اور۔ انشاءاللہ کی زبان یہاں نہیں ہمارے سامنے نہیں قیامت میں احکم الحاکمین قہار جبار متکبر عزجلالہ کے حضور تو شکوہ کی نہیں سبکے ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ کا ظہور ہوگا۔ وہاں بھی عذر بارد وباطل سے کام لیگی سالک کی ساری بانگ بے ہنگام کا حاصل صرف یہ ہے کہ ظفر علی نے وہ اشعار کفر آمیز لندن جاتے وقت لندن جاتے وقت لنٹن وغیرہ میں جانب العلی اوپ بھیجنے والوں پر اعتراض کے لئے لکھے ہیں انمیں اسکا مقصود اعتراض ہے وہ اسکا اپنا اعتقاد نہیں اور یہ کہ ان تین کفری شعروں کا ایک شعر امیر مینائی کا ہے اور اکبر حسین الہ آبادی کا بھی یہی انداز بیان ہے اور یہ کہ حضرت خواجہ حافظ وامیر خسرو رحمۃ اللہ علیہما کا کلام اس قسم کے کفریات سے بھرا پڑا ہے اور یہ لوگ نہیں وحدانیت معرفت اور تصوف کا خزینہ دار بتاتے ہیں۔ حالانکہ انکے کلام میں سی و معشوق عرندی و بیباکی کے سوا کچھ بھی نہیں انکی کلام کو

سرسری طور پر دیکھا جائے تو صریح شطحیات و کفریات نظر آتے ہیں اگر محض اس بنا پر ظفر علیخان کا فر قرار دیئے جا سکتے
ہیں تو متصوفین کا سارا سلسلہ لو وہ کفر نظر آئیگا اور یہ کہ یہ نظم تو پانچ سال سے طبع ہوئی جب سے تکفیر کیوں نہیں
ہوئی محض دوسری شکایات کی بنا پر تکفیر کیگئی ہے اور یہ کہ اس میں صرف دو صاحبوں کو کفر نظر آیا۔ باقی ہندوستان کے
دو کم سات کروڑ مسلمانوں کو نظر نہیں آیا۔ یہ جاہلانہ خام خیالات اور سفیہانہ ہزلیات ہیں جنسے جواب کا
نام کیا گیا ہے اور بیچارے سالک کی کوڑ مغزی جہالت و سفاہت کو زمیندار میں چھاپکر طشت از بام اور شائع
خاص و عام کیا گیا ہے۔ مسلمان ہمسے بعونہ تعالیٰ اس دجالی فتنہ کا جواب سنیں۔ ہم پہلے وہ غزل جسکے
تین شعر کفر خالص ہیں نقل کریں پھر سالک کی خبر لیں۔

غزل

وفود بھیجکر اُنسے پیام کرلینگے
ہم آج فیصلۂ روم و شام کرلینگے

یہ سچ ہو اُس نے خدا کا جلا اہتش قالم
اگر ہم اُس بت کا ذکر و رام کرلینگے

ساتھ لینگے ہدیت کے تفرقے جاکر
اور اسکے واسطے کچھ قرض و ام کرلینگے

ہمارے ہاتھ میں ہے اشہب قلم کی عنان
اسی سمند کو محشر خرام کرلینگے

خلیفہ چاند نبی سورج اور ہم تارے
مگر اب آپ ہم اپنا نظام کرلینگے

نسیم وادی بطحا جو چل کے ہند میں آئے
تو ہم بھی اس سے سحر شام کرلینگے

ہزار آپکے منّوسے ہی مگر مسلم
حلال چیز کو کیونکر حرام کرلینگے

وہ خاک جسمیں ٹھکانا ہے غوث اعظم کا
سنا ہے کہ دیس اجانب قیام کرلینگے

جو ڈھل کے آگیا خورشید خالِ ہادی سی
تو ہم ستم زدہ بھی سیر بام کرلینگے

ہو مولوی ملیگا تو مالوی بھی ہے
خدا خدا نے بھی ختم ام کرلینگے

ہمارے خون کے آنسو ہیں اور ہیں قوم کی
لہو لگا کے شہیدوں میں نام کرلینگے

بچائے کعبہ خدا آجکل ہے لنڈن میں
وہیں پہنچکے ہم اس سے کلام کرلینگے

حملے سونے میں تاج اور اسمیں ہیں تصویر
اسی کو وجہ حصول مرام کرلینگے

رہی سعادت بخت نارسا سو یہ کام
جناب حضرت خیر الانام کرلینگے

وہ کام جو نہ ہوا دلیم اور لسن سے
محمد عربی کے غلام کرلینگے

وہ مہر جو سر خم پر ہے ٹوٹ جائیگا تو رند
شکستِ توبہ کا آپ انتظام کرلینگے

عرب کی خاک اڑی اور عجم ہوا برباد
ہم اب نبین کے نیچے مقام کرلینگے

خدا اگر کرے وہ اس خاک پاک میں ہیں
وگرنہ کام ہم اپنا تمام کرلینگے

ہمارے دل میں اگر جلوہ گر ہے تو خدا
تو سومنات کو بیت الحرام کرلینگے

کریں ہم جو دین کو سو وہ آپ ہی سے ہو
ہم اب نجاسیں یہی التزام کرلینگے

الآن نشرع فی الجواب واللہ الموفق للصدق والصواب۔ برادران اہلسنت۔ پہلے اتنا معلوم کرلیجیے
کہ جب کلمہ کفر صریح ہو تو وہ متعین ہوگا یا محتمل۔ محتمل تو وہ جسکے ظاہر معنے کفر ہوں اور ایک یا چند احتمال اور
بھی اس میں ہوں۔ قریب۔ بعید۔ متعذر۔ اور متعین وہ جہاں کسی اور احتمال کی گنجائش ہی نہ ہو اگرچہ بعید یا بعید
جیسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تاویل تین قسم ہے۔ قریب۔ بعید۔ متعذر۔ اب دیکھنا چاہیے کہ قول صریح میں تاویل کس قسم کی
کہاں نہیں۔ قول اگر محتمل ہے اور اسمیں کوئی تاویل بعید نکلتی ہے تو متکلمین احتیاطاً ہم نہیں لگے اور شریعت سے
ضعیف احتمال کو قبول کرینگے اور تکفیر قائل سے جبتک اسکی مراد متعین نہ ہو کف لسان کرینگے (زبان روکینگے)
یہی ہے وہ جو مجمع الانہر میں فرمایا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنعہ فیمیل العالم الی ما
یمنعہ من الکفر ولا یترجح الوجوہ علی الوجہ نیز اُسی میں فرمایا لا یفتی بتکفیر مسلم مهما امکن حمل کلامہ علی محمل حسن

محقق علائی نے درّ مختار اور علامہ شامی نے اسکے حاشیہ ردّ المحتار میں فرمایا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ ای احتمالات
و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ تکفیر قائل سے زبان احتیاطاً روکیں گے۔ مگر اُس کلمہ کو سب کفر ہی کہینگے
فتح میں فرمایا ذلک المعتقد فی نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما ھو کفر وان لم یکفر۔ اور فقہائے کرام
باعتبار ظاہر تکفیر کرینگے احکام کفر صادر فرمائینگے اس صورت میں تو متکلمین کف لسان احتیاطاً فرماتے ہیں
مگر اور احکام کفر دینے میں مثلاً حکم توبہ و رجوع اور تجدید نکاح وغیرہ میں فقہا سے اختلاف نہیں فرماتے کہ تکفیر میں مقتضائے
احتیاط کف لسان ہے اور اسمیں یہی مقتضائے احتیاط ہے۔ اور اگر تاویل متعذر ہو تو فقہاء و متکلمین سب وفاقاً حکم
کفر فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یہ یہی متعین ہے کہ ہمیں دربارہ تکفیر کسیکو اختلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ مراد قائل متعین
کہ کوئی اور احتمال ہی نہیں تاویل ہے تو متعذر کہ سب کے نزدیک نا قابل قبول ہے فقہاء و متکلمین جو یہ فرماتے ہیں
کہ قول صریح میں تاویل مقبول نہیں اسکے یہ معنے ہیں کہ فقہا قریب میں تاویل بعید و متعذر نہیں سکتے اگرچہ متکلمین
تاویل بعید کے ہوتے کف لسان کرتے ہیں اور متعین میں تاویل متعذر سب کے اتفاق سے نہیں سنی جاتی شفا شریف
میں ہے التاویل فی لفظ صراح لا یقبل اسکی شرح میں علامہ قاری فرماتے ہیں ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ
نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا یعنی لفظ صریح میں دعوی تاویل مقبول نہیں ایسا دعوی عند الشرع مردود ہے
ایسی تاویل کیطرف التفات نہ کیا جائیگا اور اُسے ہذیان شمار کیا جائیگا اور یقیناً حتماً جزماً اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اسکی
وہ تاویل جو وہ کریگا اُسکے منہ پر مار دی جائیگی یہی وہ کافر ہے جسکے متعلق علمائے کرام کا ارشاد ہے من شک فی کفرہ وعذابہ
فقد کفر جو ایسے کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں خدا ہوں پھر کہے کہ
میں خدا کے معنے مالک صاحب کے لیے تھے یہ تاویل کوئی نہ سنیگا نہ فقہائے کرام نہ متکلمین عظام۔ یا کہے میں رسول یا
پیغمبر ہوں پھر کہے کہ میں نے رسول کے لغوی معنے پیامی لیے تھے کسی عاقل کے نزدیک اسکا یہ قول قابل قبول
نہ ٹھہریگا اور ہر مسلمان کے نزدیک ایسا شخص کافر ملعون ہوگا اور اسکی وہ تاویل اُسکے منہ پر مار دی جائیگی اور ایسے
کا فر کو کافر کہنے والا خود کافر ٹھہریگا بلکہ توقف و شک کرنیوالا بھی اور اسکے اس کفر کی تحسین کرنیوالا یعنی
ہونیوالا یا یہ کہنے والا کہ اُسکا یہ قول کوئی صحیح معنے رکھتا ہے سب کافر۔ شفا امام قاضی عیاض میں ہے۔
ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام من الملل او وقف فیھم او شک بحر الرائق میں ہے من حسن
کلام اھل الاھواء او قال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذلک کفرا کفر المحسن۔ علامہ میں ہے۔
من تلفظ بلفظ الکفر یکفر وکل من استحسنہ او رضی بہ یکفر۔ اگر ایسی تاویلیں سنی جائیں تو ہر کافر سے بدتر کافر
اپنے ٹھیٹھ کفر کو کیا اسلام نہ ثابت کرسکیگا۔ دنیا میں پھر کون کافر رہیگا یہیں سے نیت و عدم نیت کا فرق بھی
کھل گیا کہ متعین میں فقہائے کرام نیت معلوم ہونا ضرور نہیں جانتے وہ حکم تکفیر فرماتے ہیں اور متکلمین نیت کا لحاظ فرماتے ہیں

اور تعین میں کوئی بھی نیت کو نہ پوچھے گا اور اس ادعا کو محض باطل جانے گا کہ میری نیت نہیں تھی۔ اعلام میں فرمایا ہے
اللفظ ظاهر فی الکفر وعند ظهور اللفظ لا یحتاج الی نیته کما علم من فروع کثیرة وان اول قبل منه انما نحن
حکمنا بما دل علیه لفظه صریحا وقلنا للذی انت حیث اطلقت هذا اللفظ ولو تؤول کنت کافرا وان کنت
لم تقصد ذالك لانا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاهر قصد ذلك وعدمه انما تنیط به الاحکام باعتبار
الباطن فاللفظ اذا کان محتملا لمعان فان کان فی بعضها اظهر حمل علیه وکذا ان استوت ووجد
لاحدها مرجح والارادة وعدمها لا اشتغل لنا بها یعنی جب لفظ کفر میں ظاہر ہو تو نیت کیطرف احتیاج
نہ ہوگی جیسا کہ فروع کثیرہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے ہاں اگر تاویل کرے گا تو قبول کر لی جائے گی ہم
تکفیر کا حکم کرتے ہیں اسپر جسپر اسکا لفظ صراحۃً دلالت کرتا ہے اور قائل سے کہتے ہیں کہ جب تو نے یہ لفظ
بولا اور تو مؤول ہے نہیں تو تو کافر ہوگیا اگرچہ تو نے قصد کفر نہ کیا ہو۔ اسلئے کہ ہم تو باعتبار ظاہری حکم کفر
کرتے ہیں اور تیرا قصد ہونا نہ ہونا اُس سے احکام باعتبار باطن متعلق ہوتے ہیں جبکہ لفظ چند معنے کو محتمل
ہے اگر بعض معنے میں وہ ظاہر تر ہو تو انہیں پر محمول ہوگا اور ایسا ہی جبکہ سب میں اسکا ظہور برابر ہو اور ایک
کے لئے کوئی مرجح پایا جائے تو جو معنے اس مرجح سے راجح ہونگے انپر محمول ہوگا اور ارادہ ہو یا نہ ہو ہمیں اس سے
کوئی کام نہیں یعنی قائل نے جو کلمہ بولا ہے اگر وہ چند معنے کو محتمل ہے تو ہم یہ دیکھیں گے کہ ان معنے میں
سب سے اظہر کون ہے جو اظہر ہوگا اسی پر وہ کلمہ محمول کرینگے۔ اب اگر اظہر کفر ہے تو کفر پر حمل کرینگے اور نیت سے
کچھ غرض نہ رکھیں گے۔ یونہیں اگر سب میں اسکا ظہور برابر ہوگا اور ایک معنے کے لئے کوئی مرجح ہوگا مثلاً
قرینہ تو اس مرجح معنے پر حمل کرینگے اگر وہ کفر ہوگا تو کافر کہدینگے اور ارادہ ہونے نہ ہونے سے کچھ بحث
نہ ہوگی کہ یہ باطن ہے۔ اس سے جو احکام منضبط ہوں گے وہ باعتبار باطن کے ہونگے اور ہم حکم ظاہر کا
کرتے ہیں۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ جو بغیر اکراہ اپنی زبان سے کلمہ کفر بولے اور اسکا قلب مطمئن بالایمان ہو
تو وہ کافر ہے اور جو اسکے دل میں ہے وہ اُسے نفع نہ دیگا۔ اسلئے کہ کافر کفر بولنے سے ہی پہچانا جاتا ہے
تو جب اس نے کفر بکا تو ہمارے نزدیک اور عند اللہ کافر ہوگیا۔ مجمع الانہر میں ہے من کفر بلسانه
طائعا وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر ولا ینفعه ما فی قلبه لان الکافر یعرف بما ینطق به بالکفر فاذا
نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند الله تعالیٰ۔ یوں ہی بطور ہزل یا لعب کفر بکے کافر ہو جائیگا اور اسکے
اعتقاد کا اعتبار نہ ہوگا۔ اسی میں ہے من تکلم بکلمة الکفر هازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار
باعتقاده۔ جب کسی مسلم سے معاذ اللہ صدور کفر ہو تو اسکے اعمال طاعات عبادات دینی خدمات اُسے کفر سے
نہیں بچا سکتے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے اعلموا بان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الدین

لحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذالک من المسائل المہمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر او نفی علمہ سبحانہ بالجزئیات لایکون من اہل القبلۃ یعنے اہل قبلہ سے وہ مراد ہیں کہ جو تمام ضروریات دین میں متفق ہیں جیسے حدوث عالم وحشر اجساد اور اللہ تعالیٰ کے علم کا تمام کلیات وجزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسائل ایسے ہی ہوں تو وہ شخص جو تمام عمر طاعات وعبادات میں گذارے اور ساتھ ہی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر اجساد نہ ہوگا یا جزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں تو وہ اہل قبلہ سے نہیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ تاویل جہاں معتبر ہوتی ہے وہاں وہ معتبر ہوگی جو قائل بیان کرے قائل کیطرف سے اگر کوئی دوسرا شخص اسکے قول کی کوئی تاویل کرے تو کسی عاقل کے نزدیک اسکی کی ہوئی تاویل قائل کو کوئی نفع نہیں دیسکتی۔ مثلاً زید عمرو کو کچھ سخیف کلمہ کہے جبپر عمرو زید کی چاند سہلادے زید برابر جوتا پڑ رہا ہے اور وہ بالکل خاموش رہے کچھ نہ کہہ سکے بکر عمرو کو الزام دے کہ تمنے زید پر ظلم کیا۔ اسکی مراد یہ ہوسکتی ہے پہلے اسکی نیت کا حال معلوم کر لیتے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ بکر کی یہ بات قابل قبول ہے اسی لئے علما فرماتے ہیں فان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم لاینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لایوجب التکفیر (جامع الفصولین)

جب یہ معلوم ہولیا۔ اب اس سالک ہالک کی خبر لیجئے **اولاً**۔ ظفر علیخان کے ان اشعار کفریہ پر تکفیر ہو وہ اپنے اخبار میں برابر اس تکفیر پر تکفیروں کو گالیاں چھاپتا رہے دشنام دیتا رہے مگر اپنے الزام تکفیر کے جواب میں ایک حرف نہ کہے۔ اپنی مراد نہ بتائے اگر اسکی مراد یہ ہوتی تو اگل نہ دیتا کس دن کے لئے اٹھا رکھتا۔ معلوم ہوا کہ یہ سالک زبردستی اسکے پھٹے میں پاؤں دیتا ہے اور اسکی بگڑی بنانا چاہ کر اپنی بگاڑتا ہے۔ یہ جو تاویل اسکے کلام میں نکالتا ہے ہرگز اسکا خطرہ اسکے وہم میں نہ گزرا۔ سالک کی ساری چنائی اس ایک ہی جوابنے ڈھائی۔ ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ کسی دوسرے کا تاویل نکالنا قائل کو کچھ مفید نہیں ہوسکتا تو سالک کی تاویل اگر فرض کیا جائے کہ وہ صحیح بھی ہو تو اس سے ظفر علیخان کا کفر نہیں اٹھ سکتا۔ **ثانیاً** تھوڑی دیر کیلئے ہم سالک کی مان بھی لیں اور فرض کرلیں کہ یہ تاویل ظفر علیخان ہی کی ہے تو یہ دیکھنا ہے کہ ظفر علیخان کے وہ تینوں شعر آیا کفر صریح ہیں یا نہیں۔ اور اگر صریح ہیں تو متبین ہیں یا متعین۔ ہر عاقل کے نزدیک وہ یقیناً صریح ہیں۔ اب اگر وہ متبین ہی ہوں تو یہ دیکھنا ہے کہ ان میں یہ تاویل بنتی ہے یا نہیں۔ اور یہ تاویل کونسی تاویل ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ تاویل تاویل قریب نہیں۔ تو اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا یہ تاویل بعید ہوگی یا تاویل متعذر۔ فرض کیجئے یہ تاویل تاویل بعید ہے تو ہم اوپر دکھا آئے ہیں کہ اگر کلام صریح ہو اور بہیں

تاویل بعید ہو تو ایسے کلام پر فقہائے کرام تکفیر فرماتے ہیں اور محتاطین کف لسان۔ اور کلمہ کو سب کلمۂ کفر جانتے ہیں۔ اور اور احکام کفر سب صادر فرماتے ہیں۔ تو یہ کہنا کہ ظفر علیخان کو کافر اور اُسکے کلمات کو کلمات کفر کہنا کسقدر بے انصافی ہے کسقدر شدید ظلم ہے۔ یقیناً حکم فقہا کو بے انصافی کہنے والا خود سخت عظیم جرم کا مرتکب ہے۔ اس صورت میں تمام فقہائے کرام اور متکلمین عظام سب کے نزدیک اُسے توبہ کا حکم دیا جائیگا اُسے تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔ وغیرہ وغیرہ کما مرّ۔

یہ کلام تو علیٰ سبیل التنزل تھا۔ مگر ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ اشعار کفریہ یقیناً ایسے کھلے کفر ہیں کہ اُن میں کوئی تاویل نہیں بنتی۔ تعریض کے احتمال کو بھی وہاں گنجائش نہیں۔ اور سالک کا یہ محض زبردستی کا ادعا ہے۔ اوّل کے دو شعروں میں تو یوں تعریض نہیں بن سکتی کہ اگر اُن میں تعریض مانی جائے تو واجب کہ جہاں تک کلام ایک سلسلہ میں ہے سب کو یہی کہا جائے کہ وہ تعریضاً کہا گیا ہے۔ ایک مسلسل کلام کے بعض کو تعریض ماننا اور بعض کو نہیں یہ کیا انصاف ہے۔ اسکا کلام دسویں شعر تک ایک سلسلہ میں ہے۔ اگر پہلے اور تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے ساتویں شعر میں تعریض کا ادعا کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے اور آٹھویں نویں دسویں کو تعریض نہ کہا جاے اور یہ ہرگز قائل کو تسلیم نہ ہوگا اور نہ کوئی عاقل اسے تسلیم کریگا۔ **ثالثاً** کفر تو ظفر علیخاں کی تقدیر کا لکھا ہے وہ کیسے مٹیگا۔ اگر وہ اس تاویل کو تسلیم کرے اور یہ کہے کہ ہاں میں نے دس شعر تک تعریض ہی رکھی ہے تو بھی وہ کفر سے بچ نہیں سکتا۔ کہ آٹھواں شعر یہ ہے ؎ رہی مساعدتِ بختِ نارسا سو یہ کام جناب حضرت خیر الانام کر لینگے تو یہ بھی تعریض ہوگا۔ اور یہ تعریضاً کہنا حضور کی توہین ہوگا یوں کفر ہوگا۔ تاویل تو کفر سے بچانے کیلئے کیجاتی ہے نہ کہ ایک کفر سے بچا کر دوسرے کفر میں پھنسانے کے لئے۔ **رابعاً** اور یہ بھی جانے دیجئے۔ تعریض رکھئے اور صرف انہیں اشعار کفریہ ہی کو تعریض مانئے اور جو مطلب سالک کا گڑھا ہے اُسے صحیح فرض کیجئے جب بھی کفر سے جان ظفر علیخاں نہ چھوٹی کہ اُس نے کہا ہے ؎ بچا کعبہ خدا آجکل ہے لندن میں وہیں پہنچ کے ہم اُس سے کلام کرلیں گے۔ تو تعریض کا حاصل تو صرف اتنا ہوگا کہ تم خدا کو لندن میں سمجھتے ہو حالانکہ ایسا نہیں بلکہ خدا کی جگہ تو کعبہ ہے وہاں جاکے اُس سے کلام کرنا چاہئیے۔ نہ کہ لندن میں جاکے اور جو کعبہ میں خدا کو مانے اور اس سے کلام کرنیکا ادعا کرے بے شک کافر۔ تو اس تعریض کی تاویل نے اُسے کیا فائدہ دیا۔ کفر سے تو وہ کسی طرح نہ بچ سکا۔ تعریض نے کیا تو اتنا کیا کہ لندن میں خدا کے ہونے کو دوسرے کا خیال بنا دیا مگر اس سے وہ کیا کرے گی کہ ظفر علیخاں کے خیال میں کعبہ خدا کا مکان ہے اور کعبہ میں جاکر خدا سے کلام کرنا چاہئیے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

خاصّاً تو یہ کہ اگر کچھ تاویل بھی کی جائیگی تو وہ یہ بنے گی جب اس مصرعہ کو " یہ سچ ہے اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو "
مخالفین وفد کی تصدیق ٹھہرایا جائے۔ یعنے وفد کے مخالفین نے وفد میں جانیوالوں اور وفد کے
بھیجنے والوں سے یہ کہا کہ کیا تم اُسے رام کرنے چلے ہو جسپر خدا کا قابو نہ چلا تو اسپر اُنہوں نے یہ کہا کہ ہاں یہ تو
سچ ہے کہ اُس پر خدا کا قابو نہ چلا مگر ہم اُس بُت کو ضرور رام کر لیں گے۔ یا یہ کہ یہ بات تو ثابت ہے اور
آنکھوں دیکھی ہے کہ اُس بُت پر خدا کا قابو نہ چلا۔ مگر یہ اُس بت کافر کو رام کرلیں گے۔ جسپر خدا کا قابو نہ چلا۔
یعنی یہ بات غلط ہے اُنکا خیال خام ہے بھلا جسپر خدا کا قابو نہ چل سکے جس سے خدا تک عاجز ہے یہ کیا
اُسے رام کر سکیں گے۔ بہر حال وہ مطلب ہو یا یہ۔ دونوں کفر اور دونوں ظفر علیخان کے گلے کا غر۔ کَذٰلِكَ
الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ سباً وسّاً۔ جن اشعار پر تکفیر کی گئی ہے اُنکا تفسیر
تو اس سلسلہ میں نہیں وہ کیونکر تعریض ٹھہر سکیگا۔ اور فرض کیجئے اور زبردستی اُسے بھی تعریض سمجھئے تو اس میں
لا اقل کفر کا ارادہ تو ضرور مانو گے اور کفر کا ارادہ بھی کفر۔ مجمع الانہر میں ہے من اضمر الکفر او ھم بہ فھو کافر
اُسی میں ہے اذا عزم علی الکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر۔ غرض کسیطرح ظفر علیخان
کی جان کفر سے نہیں چھوٹتی۔ یہ تو ہم بطور تنزل کہتے ہیں۔ ورنہ کوئی تاویل اُسکے کلام میں نہیں بنتی اور
وہ یقیناً ایسا ہی کافر ہے کہ اُسکے کفر میں شک و شبہہ ذرا بھی توقف کرنیوالا خود کافر۔ یہاں تک تو اُسکے کفر
کے متعلق تحقیق تھی۔ اب ذرا تفصیل سے سالک ہالک کی زبوں حالت دکھائیں۔

فی الحقیقت بے بصیرت سالک ضلالت کہتا ہے " ان اشعار میں نہایت لطیف پیرایہ
تعریض میں کام لیا گیا ہے۔ یعنے مولانا نے وفد کے حامیوں سے یہ سوال کیا ہے کہ تم حکومت برطانیہ کو
رام کرنے چلے ہو کیا تمہارا خدا عاجز ہو چکا ہے اور اب اسکا کوئی قابو کفار پر نہیں چلتا۔ کاش تم بت کافر کو
رام کرنے کی بجائے اُس قوی و قدیر اور عزیز ذو انتقام سے رجوع کرتے جسکے سامنے بڑی سی بڑی دنیاوی
طاقتیں ہیچ ہیں " مسلمانو یہ پیرایہ تعریض کے متعلق تو اوپر آپ سن چکے۔ اب آپکے سامنے ظفر علیخان
کی پوری وہ غزل بھی ہے اور اُسکے حامی سالک کی یہ تقریر بھی۔ انصاف آپکے ہاتھ ہے۔ اس نے جو مطلب
گڑھا ہے یہ کونسے لفظ کا مطلب ہے۔ اگر ایسا ہی مطلب گڑھا جائے اور تسلیم کر لیا جائے تو وہ کونسا
کفر ایسا ہے جو کفر رہ سکیگا اور کونسی توہین و تنقیص ایسی ہوگی جو تعریف و توصیف نہ ہو سکے گی۔ لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔ پھر سالک ہالک نے کہا دوسرے شعر کا مطلب یہ تھا کہ " تمنے جو رب کعبہ کے خیال کو
چھوڑ دیا خداوندانِ برطانیہ کے دربار کا رخ کیا ہے تو کیا اب خدا لندن میں پہنچ گیا ہے جسکے حضور میں
مسلمانانِ خلافت اور جزیرۃ العرب کے مطالبات پیش کرنے چلے ہیں "۔ یہ اسکا دوسرا کید ہے۔

اسکی جرأت تو دیکھئے مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتا ہے اُسکے شعر کے کونسے حرف کا یہ مطلب ہوسکتا ہے
کیا اپنی طرح یہ جاہل سب کو جہل مرکب میں مبتلا دیکھنا ہے۔ یہ تاویل ہے یا اُسپر افترا۔ ایسی عبارتیں گھڑ گھڑ کر اگر تاویل کیجائے
تو کونسا کافر ہے جس کے اقوال بدتر از ابوال کی تاویل نہ ہوسکے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ پھر سالک نے کہا:۔
"یہ بھی لازم ہے کہ شاعر کی نیت کا علم حاصل کیا جائے" ہم اوپر بیان کر آئے کہ نیت کا علم تبیین میں بھی
ضرور نہیں نہ کہ متعین میں۔ دیکھو اعلام امام ابن حجر کی عبارت۔ پھر سالک مسلمانوں کو یوں چھلتا ہے:۔
"جو شخص ان اشعار کے بعد مندرجہ ذیل اشعار لکھے ؎ ہمارے منہ میں زباں ہے اور ابھی ہے تاب پہ اسکو یہ حصول مرام کرلینگے
ہمارے ہاتھ میں ہے اشہب قلم کی عناں + اسی سمند کو مختشم خرام کرلینگے + یہی مساعدت بخت نارسا ہو یہ کام
جناب حضرت خیر الانام کرلینگے + خلیفہ چاند نبی سورج اور ہم تارے + مرتب آپ ہم اپنا نظام کرلیں گے +
وہ کام جو نہ ہوا ولیم اور رولس سے + محمد عربی کے غلام کرلیں گے + ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ کافر ہے
یا کلمات کفر بکتا ہے اتنی بڑی بے انصافی ہے جسکا جواب ان بے راہ رو ملاؤں کو حضور سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں دینا پڑیگا" جب یہ جاہل تعریض کا قائل ہے تو ان اشعار کو جو اسی سلسلہ میں
ہیں تعریض کیوں نہیں مانتا۔ الحمد للہ فیصلہ ہوگیا۔ ان اشعار میں جب یہ تعریض نہیں جانتا اور یہ اور ان سے
اوپر کے اشعار سب ایک سلسلہ کے ہیں تو یقیناً کسی عاقل کے نزدیک اُنمیں بھی تعریض نہیں ہوسکتی۔ تو ظاہر
ہوگیا کہ ان میں تعریض ماننا مسلمانوں کو فریب دینا اور سخت مغالطہ میں ڈالنا ہے اور ہم تو اسے اوپر یہ کھولکر دکھا آئے کہ
اگر زبردستی تعریض بھی مانے جب بھی ظفر علیخاں کفر سے نہیں بچتا ظفر علیخاں کو اسکے ایسے کھلے کفر دیکھ کر کافر کہنا اور
اُن کلمات کفر کو کفریات بتانا تو نا انصافی ہے مگر یہ اسکے نزدیک بڑا انصاف ہے کہ ایک مسلسل کلام کے ایک
حصہ کو تعریض مانتا ہے اور دوسرے حصہ کو نہیں۔ اللہ تعالے مسلمانوں کو انکے مکائد سے محفوظ رکھے۔ آگے لکھتا ہے
"جو شخص اپنے کلام میں مذہب اسلام مقامات مقدسہ تخفیف جناب سرور کائنات صلعم اور حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ
کی شان میں اچھے الفاظ لکھتا ہو اُسکو کافر یا مرتد یا مخالف بزرگان دین قرار دینا کہاں کا انصاف ہے" یہ بھی
سخت فریب وعظیم کید ہے۔ اسکا رد بھی اپنے کلام سے ہم واضح دکھا آئے ہیں کہ عمر بھر طاعات و عبادات میں
گذارے اور ایک کفر اختیار کرے اس ایک کفر سے وہ سب مردود و بیکار اور قائل ہمیشگی کا کافر ناری غدار دینی
مکار ٹھہرے۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا اور فرماتا ہے:۔
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً جو کچھ عمل اُنہوں نے کئے تھے وہ سب برباد فرما دیئے۔ عمل کریں مشقتیں بھریں۔
اور بدلہ یہ ہوگا کہ بھڑکتی آگ میں جھونکیں گے کیا ہندو مشرک اور نصاریٰ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
نعت لکھی حضور پر سے رفع اعتراضات کو کتابیں تصنیف کیں۔ قرآن عظیم کی مدح و تعریف سے تر زبان ہے حضور

غوث اعظم و حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اور بزرگان دین کی منقبتیں کہیں مذہب اسلام کی تعریفیں کہیں وہ یہ دیکھکر یہ کہینگے کہ تم ہمیں کیسے کافر کہتے ہو۔ جو شخص اپنے کلام میں مذہب اسلام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور غوث اعظم اور حضور غریب نواز اور قرآن پاک کی شان میں ایسے اچھے الفاظ لکھتا ہے اسکو کافر یا مرتد یا مخالف بزرگان دین قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔ کیا جو تمام عمر عبادت و ریاضت و طاعت اور دینی خدمت میں ہے۔ صرف ایک بار اللہ یا اسکے محبوبوں رسولوں کی توہین کرے تو وہ مسلمان رہیگا۔ کیا اسکی وہ عبادت و طاعت و دینی خدمت اسے کفر سے بچالیگی؟ پھر کہتا ہے:۔ آیا حزب الاحناف کے فتوے تکفیر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقت میں بریلویوں کو ظفر علیخاں اور زمیندار سے دوسری شکایات تھیں اور یہ نظم محض بہانے کے طور پر استعمال کیگئی تھی۔ یہ بھی محض مکر ہم مکار ہے جسمیں عوام اہل اسلام کو پھانسنا چاہتا ہے۔ بتلایئے یہ کہاں سے ثابت ہوا اور ظفر علی سے اور کیا شکایات ہوسکتی ہیں سوائے مذہبی اختلاف کے۔ اور صرف بریلی والوں نے تو تکفیر نہیں کی وہ تو حزب الاحناف کے جلسہ میں جتنے کثیر علمائے کرام شریک تھے سب نے اسے کافر کہا۔ بفرض غلط بریلی والوں کو اگر اور شکایات تھیں تو ان کثیر علمائے مرادآباد۔ رامپور۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ اجمیر شریف۔ محمودآباد۔ کراچی۔ ملتان۔ بھاولپور۔ جہلم۔ لاہور۔ شاہ پور وغیرہ کو تو نہ تھیں۔ اور جناب سامی خطاب مولنا مولوی پیر سید جماعت علیشاہ صاحب علیپوری زید مجدہم کو کونسی خاص شکایتیں تھیں انھوں نے تو چند بار عطیات گرانبہا سے زمیندار کو نوازا ہے پھر انہوں نے کیوں تکفیر فرمائی اور زمیندار کا مقاطعہ تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مکاروں کے مکر چلنے نہیں دیتا۔ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ۔ پھر کہا:۔ اس نظم کے آخری تین اشعار بھی ملاحظہ ہوں

ہمارے دل میں اگر جلوہ گر ہے نورِ خدا + تو سومنات کو بیت الحرام کر لینگے + جو مولوی نہ ملیگا تو مالوی ہی سہی +
خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے + کریں جو دین کو سودا آپ ہوں رسوا ہم اب جائیں یہی التزام کر لیں گے +

ان اشعار میں سے دوسرا شعر حضرات بریلی نے قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس شعر کا دوسرا مصرعہ حضرت امیر مینائی کا ہے اور پہلا مصرعہ محض علما کو غیرت دلانے کے لئے کہ اے حضرات علمائے کرام اگر آج سیاسیات دینی کے معاملہ میں آپ ہی ہماری رہنمائی نہیں کی تو پھر کیا آپ مسلمانوں کو اجازت دینگے کہ وہ کسی ہندو کو اور وہ بھی پنڈت مالوی جیسے کٹر ہندو کو اپنا پیشوا بنالیں۔ اس شعر سے پہلے شعر میں سومنات کو بیت الحرام بنانے کی خواہش کیگئی ہے اور دوسرے میں دین کو سودا کرنیوالوں کے لئے رسوائی کی بد دعا کیگئی ہے کیا ان شعروں کا مصنف کسی ہندو کو کسی عالم دین پر ترجیح دیسکتا ہے؟ للہ انصاف۔ اس جاہل کوڑ مغز سخت معاند کے ہٹ دھرمی سے جو مطلب گھڑا ہے اس شعر کے کونسے حرف کا ہے کیا اسی برتے پر ظفر علیخان کی امداد کو اٹھا تھا۔ یوں اگر کفر اٹھے تو اس اجہل بلکہ اس سے بھی زیادہ جاہل اکڑ کے سر سے الزام کفر اٹھا سکتا ہے کہ کون اسلام ثابت کر سکتا ہے۔

ظفر علی تو صاف یہ کہتا ہے کہ مولوی اگر ہمارا ساتھ نہیں دیتے نہ دیں ہمیں کیا پرواہ۔ وہ نہ ملیں گے تو مالوی تو
ملا ہی ہوا ہے یہی سہی۔ اور جب مولوی نہ ملیں گے تو ہم خدا خدا کرنا بھی چھوڑ دینگے اور چونکہ مالوی ملا ہے
رام رام کر لیا کرینگے حاصل ایک ہے مولوی نہ ملا مالوی ملگیا خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا اور یہ اسکا ہم بستر سالک
اُسکے ساتھ یہ برا سلوک کرتا ہے کہ اپنا گھڑا ہوا اُسکے سر چیپتا ہے کہ نہیں الفاظ چاہے انکار کریں۔ ظفر علیخان
کے جاہے دماغ میں بھی اسکا خطرہ نہ گزرا ہوگا مگر مطلب ظفر علیخاں کا یہی ہے تاویل القول بما لا یرضی قائلہ
کے سرپر اور کیا سینگ ہوتے ہیں اور آج جبکہ ہندوؤں کی محبت و مودت انکی غلامی و بندگی اُن سے وداد و
اتحاد میں پچھلا سا غلو اسلئے نہ رہا کہ ہندوؤں نے باوجود انکے ایسے انقیاد کے انکے سرونکو اپنی ٹھوکر وں سے ٹھکرا دیا۔
سالک اپنی گھڑی ہوئی تاویل میں یہ لفظ کہہ رہا ہے کہ "تو پھر کیا آپ علما اجازت دینگے کہ وہ کسی ہندو کو
اور وہ بھی پنڈت مالوی جیسے کٹر ہندو کو اپنا رہنما بنالیں۔" اگر زمانہ وہی ہوتا تو سالک بھی یہ تاویل
نہ کرسکتا۔ مسلمان اس بے حیا کی اس سخت بیحیائی اور اُسکے دیدہ کی صفائی دیکھیں کہ باوجود اسکے کہ یہ سارے
گاندھوی مدتوں مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام کر دینے کی فکر میں رہے نہ صرف فکر میں بلکہ شب و روز اسی
کوشش میں اسی کی سعی باطل کرتے رہے۔ مسلمانوں سے ترکوں کا نام لے لیکر انکی داستان مظلومی سنا سنا کر
خوا تین ترک کی (معاذ اللہ) آبروریزی دکھا دکھا کر جو روپیہ انکی امداد کے لئے وصول کیا وہ اسی سعی باطل میں
صرف کراتے رہے اور ان سبکے امام فی الگاندھویہ نے تو چھپوا دیا کہ میں نے گاندھی کو اپنا رہنما بنالیا ہے
جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں مسلمانوں کی نظر سے یہ سب کچھ گزر چکے بعد اب یہ کہنا کہ ظفر علی کے اس شعر کا
مطلب یہ ہے کیسا کچھ مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے اور کتنے بڑے حیادار کا کام ہے۔ پھر یہ ایک
ملک دین و دیانت کا دشمن ایمان کا رہزن آگے یوں اپنی کوڑ مغزی دکھاتا ہے۔ "اس قسم کے اشعار اصلاحی تعریض اور
ظرافت آمیز پند و نصائح کے سرمایہ دار سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ انکا انداز خوشگوار ہوتا ہے اسلئے عوام کے دلوں پر
خاطر خواہ اثر ڈالتا ہے اکبر حسین الہ آبادی اس انداز بیان کے بہت بڑے ماہر تھے لیکن جو شخص انکے تعریضی اشعار کو
مشتعلے کفر کا حیلہ بناتے ہیں وہ سخن نافہمی اور ایمان ناشناسی کا کیا ٹھکانا ہے۔" ہم دکھا آئے کہ ظفر علیخان کے
کلام میں تعریض کسی طرح نہیں بنتی تو اسکے اشعار کا اکبر کے شعروں پر قیاس قیاس مع الفارق ہے اور اگر اکبر الہ آبادی
سے ظفر علیخاں کے سے اقوال صادر ہوں تو وہ کیا سند ہو جائینگے۔ کفر جس سے صادر ہو کفر ہی ہوگا کیا شخصیت
بدلنے سے کفر کفر نہ رہیگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اکبر سے سند لانے بیٹھا ہے۔ اکبر کا قول کیا دین میں
سند ہو سکتا ہے۔ آگے کہتا ہے۔ "سب سے بڑا تعجب تو مجھے اس امر پر ہے کہ ان پیر پرستوں اور صوفیوں کو
اس قسم کے اشعار پر اعتراض کرنے کی جرأت کیوں ہو گئی۔ خود ان کے بزرگوں کا تمام تر کلام اسی قسم کی باتوں سے بھرا ہے"

ــــــہ عطائے تو بلقائے تو زیبدار ۱۲

اسکا جواب اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جو قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ
آگے کہتا ہے "یہ لوگ خواجہ حافظ تک کے کلام کو وحدانیت معرفت اور تصوف کا خزینہ دار بتاتے
ہیں حالانکہ اس میں مے و معشوق اور رندی و بے باکی کے سوا کچھ بھی نہیں"۔ اس کور چشم کور باطن بے خبر کو
اسکا جواب تو مسلمان خود ہی تین حرفوں سے دے لیں گے ہمیں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ اسکے نزدیک
"اکبر الہ آبادی تو رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف کے کتنے بڑے حامی اور حق آگاہ بزرگ تھے اور انکے اشعار
میں بڑی بڑی دینی اور معاشری بصیرتیں پوشیدہ ہیں اور خواجہ حافظ کچھ نہیں"۔ اور انکے کلام میں
"مے و معشوق اور رندی و بے باکی کے سوا کچھ بھی نہیں"۔ اور مسلمانوں کو اسکے اس لفظ پر بھی نظر
ڈالنا چاہیئے "حافظ تک کے" یہ لفظ کیا کہتا ہے۔ اور حضرت حافظ قدس سرہٗ کی کیسی شدید توہین
وتنقیص اور اس کور باطن کے اہل اللہ سے عناد کا کیسا پتا دیتا ہے۔ یہ پکا معاند آگے کہتا ہے اور اپنی شدید
جہالت و حماقت یوں اچھالتا ہے "حضرت" غنیمت ہے انہیں حضرت تو کہا۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
یا اسکے ہم معنے لفظ یہاں بھی غائب) "جنہیں علماء اصفیائے بریلی بہت بڑا ولی سمجھتے ہیں" (مگر اسکے
طور پر وہ ہیں نہیں) نمونہ کے طور پر آپ کے بھی دو شعر ملاحظہ ہوں سے کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست + خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند + آرے آرے میکنم با خلق و عالم کار نیست
شعرائے متصوفین کو یہ علماء صوفیہ صرف شعر و سخن ہی میں نہیں بلکہ مذہب و تصوف میں بھی بہت بڑا درجہ عطا
کرنیکے عادی ہیں"۔ (یعنے وہ ایسے ہیں تو نہیں یہ انہیں بڑا درجہ عطا کرتے ہیں) "اگر ان حضرات کا کلام
سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو اس میں صریح کفریات و شطحیات نظر آتے ہیں اور اگر محض اس بنا پر
شعر ہی کو کفر قرار دئے جا سکتے ہیں تو مجھے اندیشہ ہے کہ متصوفین کا سارا گروہ از ابتدا تا انتہا آلودہ کفر نظر آئیگا"۔

مسلمانوں کو یہ دغا باز جعلساز کس طرح دھوکے دے رہا ہے اور اپنے مکر و کید زور و فریب کے
جال انہیں پھانس لینے کے لئے بچھا رہا ہے۔ اب حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کا دامن لیا ہے گرد باد الٰہی
سے رستگاری کہاں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پاک کہیں کافروں کا جائے پناہ ہو سکتا ہے؟
برادرانِ گرامی! بات یہ ہے کہ ہر قوم کی ایک اصطلاح ہوتی ہے اور اصطلاح پر کوئی اعتراض نہیں ہوا کرتا ہے
لامشاحۃ فی الاصطلاح۔ حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقصود بالذات صرف فانی فی اللہ
باقی باللہ واصل الی اللہ ہونا۔ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ انکا پیارا ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے جلووں کے مظاہر ہوتے ہیں
وہ اپنے عشقِ حقیقی کی کیفیت کو بہت چھپانا چاہتے ہیں اور یہ عشق والے کے لئے ضروری ہے۔ راز عشق
چھپایا ہی جاتا ہے اور اسکا اظہار عیب شمار کیا جاتا ہے۔ اور عشق کا چھپانا بے حد دشوار جہاں تک ہو سکتا ہے

وہاں تک تو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب نہیں چھپ سکتا ہے تو وہ پردہ داری کرتے ہوئے پردہ ہی پردہ
میں کچھ کہہ لیا کرتے ہیں۔ مشاہدہ و وصل کی کیفیت فراق و ہجر کی حالت اور مقامات کے احوال انہیں الفاظ
میں بیان کرتے ہیں جو عام زبان اہل ملک کی ہوتی ہے تو انکا کلام ظاہر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اصطلاح
اہل تصوف خاص ہے ان کے مطالب اُن الفاظ سے وہی جانتے ہیں جو اس کوچے سے آشنا اس گلی کے رہ نورد
ہیں۔ خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس مطلب کو یوں مثنوی شریف میں ادا فرمایا ہے ؎
خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں + گفتہ آید در حدیثِ دیگراں + یعنی وہی لوگ راز عشق سے واقف ہوں جو خود
مبتلائے عشق ہوں اور اوروں سے یہ راز مخفی رہے۔ تو انکی اصطلاح خاص ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ
مَے سے انکی مراد یہ شراب حرام نہیں یونہی میخانہ یونہی پیمانہ یونہیں کافر عشق یونہی بت پرستی یونہی مسلمانی وغیرہ
حضرت امیر خسرو قدس سرہ کا یہ کلام بلاغت نظام ہرگز اُن معنے پر محمول نہیں جو انکے ظاہر معنے ہمارے
درمیان ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی ان معنے کا اعتقاد کرکے ایسا کلام کہے تو بیشک کافر ہو اسی لئے
کہا جاتا ہے کہ صوفی محقق اور اسکا بے علم مقلد زندیق ہے۔ کلام صوفیہ کرام کا حکم متشابہات قرآن عظیم
کا حکم ہے۔ جیسے وجہ اللہ ید اللہ ساق وغیرہ کہ ہرگز وہ اُن معنے پر محمول نہیں جو ہمارے استعمال میں ہیں
اگر اُن معنے کا اعتقاد کوئی کرے جو ہماری روزمرہ میں مستعمل ہیں تو کافر ہو جائے اور علم الٰہی میں ان کے
جو معنے ہوں انکے اعتبار سے اُنپر ایمان لانا ضرور اور بے علم کو انکی تاویل کے پیچھے پڑنا کفر۔ خود قرآن عظیم
کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ
فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ
اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ بفضلہ تعالیٰ اس
تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ اس سالک ہالک کا وہ قیاس محض باطل و باد ہوا اور قیاس مع الفارق ہے جیسے وہ
کلمات طیبہ قرآنیہ ایمان ہیں یونہی کلام صوفیہ حق ہے اور انکی جو اصطلاح مقرر ہے اسکے اعتبار سے وہ
اپنے ظاہر ہی پر ہے اگرچہ ہمارے اعتبار سے ظاہر نہیں۔ اور ظفر علیخان کے وہ اقوال بدتر از ابوال یقیناً انہی
معانی سے ہیں جو ہم میں مستعمل ہیں تو یقیناً انکا ظاہر کفر ہے اور ظاہر کے سوا اس میں کوئی تاویل ہے ہی نہیں۔
کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ متعین ہیں تو ظفر علیخان کے کلام کو کلام حضرات صوفیہ سے کیا نسبت یعنی
اگر کوئی حضرات صوفیہ کے کلام کو باعتبار ظاہر کفر قرار دے تو قرآن عظیم کے اُن متشابہات کے لئے کیا
کہیگا۔ کیا معاذ اللہ انہیں بھی کلمات کفر کہیگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ما شاء اللہ عقل دے۔ الحمد للہ
کہ سالک ہالک کی ساری تقریر پر تزویر کا تار پود بکھر گیا اب کچھ باقی نہ رہا مگر ایک مکر عظیم و کید جسیم جو وہ آگے کہتا ہے کہ

ان سخن نافہم اور کوڑ مغز ملانوں کو ذرا اس امر پر تو غور کرنا چاہیئے تھا کہ وہ ظفر علیخان جسکی ساری زندگی
اسلام اور شارع اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش میں بسر ہوگئی اور جو خدا و رسول اور
مذہب اسلام کی ذراسی توہین بھی ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کرسکتا وہ خود اپنے کلام میں خدا کو بے قابو
لنڈن میں بیٹھا ہوا بتا کر اس توہین کا وبال اپنی گردن پر کیونکر لے سکتا ہے۔ اللہ اکبر اس کیا دمکار فریبی
غدار نے کس کس طرح مسلمانوں کو جل دینا چاہا ہے۔ ہم اگر اسکے سب اکاذیب کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو اوپر
بتا آئے ہیں کہ ایک کفر صادر ہونے سے سارے اعمال حبط ہوجاتے ہیں اور وہ اعمال اسے کفر سے
بچا نہیں سکتے۔ ظفر علیخان کی جھوٹی خدمات اسلام کا تو اسکا یہ ہم بستر ہی مدعی ہے اور اگر سچ بھی ہو تو
منافقین سے زائد تو اسلام کی خدمت نہیں کی ہے۔ منافقوں نے بھی تو اسلام کا علم بلند کرنے اور
دین کی اشاعت کرنے اور حضور پرنور شارع اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کا نام نامی بالا کرنے میں اپنی
جانیں گنوادیں۔ باپ نے بیٹے کی رعایت نہ کی۔ بیٹے نے باپ کا لحاظ نہ کیا۔ بھائی نے بھائی کی پرواہ
نہ کی ہر روز کمر بستہ حاضر خدمت رہے۔ حضور کے ہمراہ جہاد کئے پھر اس سے کیا ہوا کیا ان میں سے
کسی امر نے انہیں حکم کفر سے بچالیا۔ کوئی عذر انکا مسموع ہوا وہ بھی ظفر علیخان اور اسکے اس ہم بستر کیطرح
یہی کہتے تھے کہ ہرگز ہمنے اس بات سے توہین کا ارادہ نہ کیا تھا۔ مگر انکا کوئی حیلہ کارگر ہوا۔ کیا انپر لَا تَعْتَذِرُوْا
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد) کا قہری کوڑا نہ پڑا۔ وہ تو
قسمیں کھا کر انکار کرتے تھے کہ ہمنے ہرگز ایسا نہ کہا اور ہمارا ہرگز یہ مطلب نہ تھا پھر کیا وہ حلف تسلیم ہوا
وہ عذر مانا گیا؟ ہرگز نہیں۔ صاف ارشاد ہوگیا يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ
وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا۔ اور بیشک انہوں نے کلمہ کفر
بکا اور کافر ہوگئے اپنے اسلام کے بعد۔ غالبًا سالک ہالک ان منافقین کی حمایت میں اللہ و رسول
جل وعلا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر بھی یہی اعتراض کریگا جیسے اس ظفر علی کی حمایت میں علماء کرام
پر کوڑ مغزی سخن نافہمی کا شاخسانہ ارہے ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور اگر کوئی ایک آدھ امر کبھی زر پرستی
کی ہوس میں ضمنًا اسلامی بھی اس سے ہوگیا ہو تو کیا ہوا حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ
عَلٰى يَدِ رَجُلٍ فَاجِرٍ اَوْ كَمَا قَالَ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (بے شک اللہ اپنے اس دین مقدس کی رجل فاجر
کے ہاتھ سے تائید فرماتا ہے۔

ظفر علی کی عمر جن باتوں میں گذری ہے جنہیں یہ اسلامی خدمتیں بتارہا ہے ذرا وہ بھی سن لیجیے
پہلے انگریزوں کی خوشامد کرتا رہا حکومت انگریزی کی قصیدہ خوانی میں رہا۔ ارباب حکومت کا عقیدتمند رہا۔

انگریزی برکات کے گن گاتا رہا۔ حکومت کا وفادار رہا۔ انگریزی بادشاہ کے سایہ کو مسلمانوں کے لئے رحمت کہتا رہا۔ وفاداری کی تعلیم دیتا رہا۔ کلام اللہ میں تاویلیں کرکے کچھ کا کچھ مطلب گھڑتا رہا۔ یوں اسلام کو بدنام کرتا رہا۔ قرآن و حدیث اقوال صحابہ وغیرہ سے حکومت وقت کی اطاعت فرض ٹھہراتا رہا مسلمانوں کو دھوکے دیتا رہا۔ قوم سے غداری کرتا رہا۔ انگریزوں کی خوشامد میں اپنے اخبار کے بے شمار کالم سیاہ کرتا رہا۔ برابر کہتا رہا کہ اسلام بغاوت سے منع کرتا ہے۔ جب اس شہرت پسند۔ جاہ طلب ایمان فروش زرپرست کو انگریزوں سے اس قصیدہ خوانی کا معقول جائزہ مع سرائی کا کافی بدلہ اور اس وفاداری و عقیدتمندی کا کوئی صلہ نہ ملا۔ اور حصول زر ہی کے لئے بیاری کوششیں تھیں یہ سب رائگاں ہوئیں اور کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ تو اس نے پہلو بدلا۔ اب ہندوؤں کے ساتھ ہوا اور جو کچھ ان کے ساتھ کیا کرایا وہ مسلمانوں کو سب معلوم ہے اسلام کے نام پر خلافت کام پر تنظیم کے بہانے لاکھوں روپیہ گھسیٹتا رہا۔ ہر دشمن اسلام کا حصول زر کی ہوس میں ساتھی رہا ہر عدو اسلام کا اسی لئے حامی رہا۔ فرقہ ملعونہ قادیانیہ کا مداح رہا۔ محمد صادق۔ کمال الدین محمد علی وغیرہم قادیانیوں کے گن گاتا رہا۔ اور انکی مدتوں منقبت خوانی میں مشغول رہا۔ اور دیوبندیوں سے اتنک یارانہ ہے کیا دیوبندیوں نے جو کچھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین کھلی تنقیصیں کی ہیں ان سے وہ اتنک غافل رہا۔ اور ٹھنڈے دل سے شیرینا کیسے کہتے ہیں۔ یہ بھی اسکی خدمت دین و حمایت اسلام کی کچھ تفصیل جو اخبار ربیع بہار الفقیہ نے چھاپی

اب سالک ہالک کے طور پر وہ ایک اور خدمت اسلام میں منہمک ہے کہ برابر صوفیہ کرام اور تصوف پر ناپاک ناجائز ناروا حملے کر رہا ہے افترا و بہتان باندھ کر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہا ہے۔ تمام مسلمانوں کو مشرک اور پیروں کو مدعی الوہیت اور خانقاہوں کو بت پرستی کی جگہ ٹھہرا رہا ہے۔

سالک کا ایک کیدا اور رہا ہے اسکی بھی خبر لے لیں۔ پھر ہم ۲۲ جون کے پرچے سے تصوف و اہل تصوف پر اسکی تبرابازی اور اس کا فر مشرک کی کافرگری و مشرک سازی کا ثبوت پیش کریں۔

اخیر کید سالک ہالک یہ ہے کہ اگر ظفر علی نے ذات باری کی توہین کی نیت سے یہ اشعار لکھے ہوتے تو کیا پانچسال کی طویل مدت صاف گزر جاتی اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں میں سے جو ظفر علی کو مسلمان سمجھتے تھے ایک بھی انکے خلاف آواز ملند نہ کرتا۔ کیا ہندوستان کے

سات کروڑ مسلمانوں سے صرف حامد رضا خان اور دیدار علی کو رب العزت جل جلالہ کی عزت کا پاس ہے اور کیا باقی دو کم سات کروڑ خدا کے دشمن ہیں"۔ بے شک مسٹر ظفر علیخان نے اللہ عزوجل کو سخت شدید سڑی گھنونی گندی ناپاک گالیاں دیں اور ایسی کھلی توہینیں اور صریح تنقیصیں کیں کہ اُن گالیوں توہینوں کی ظفر علی اور اسکے حمایتی کوئی تاویل نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکتے ہیں۔ ایڑی چوٹی کے زور جمع ہو کر لگا رہے ہیں دانتوں پسینے آ رہے ہیں مگر ظفر علی کی بگڑی ایسی ہے کہ بننے کا نام نہیں لیتی وہ سخت قہر افگن فتویٰ نہ ہٹنا ہے نہ ہلنا ہے۔ ستارہ صبح (ظفر علی کا زمیندار سے پہلا اخبار) میں یہ غزل چھپی تھی۔ ستارہ صبح کے کروڑ نہیں کئے ہزار نہیں چند سو چھپتا تھا۔ اور کئے دن وہ جاری رہا۔ کروڑوں آدمی تو وہ ہیں جنہوں نے ستارہ صبح کا نام بھی نہ سنا اسکے اندر یہ کفری غزل دیکھنا تو بڑی بات ہے۔ پانچسال تک یہاں علم نہ ہوا۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ جن صاحبوں کو پانچسال کے اندر ظفر علیخاں کے کفریات کا علم ہوا وہ خاموش رہے۔ کیا علم غیب کا بھی دعویٰ ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم مسلمان تو اسے کافر کہتے ہی ہیں دیوبندی بھی تکفیر کر دینگے کہ انکی تو یہ چڑ ہے۔ وہ تو جنیں ہیں اور جن کے صدقہ میں سب کچھ ہے انکے لئے ماننے میں مسلمانوں کو کافر کہدیتے ہیں اور انکے لئے علم ماننے کو خدا کی برابر ٹھہرا دینا بتاتے ہیں جسمیں زمیندار بھی انکا شریک ہے کہ ابھی چھاپ چکا ہے۔ مٹایا ہے فرق خدا و رسول۔ یہ ہے عالمان بریلی کا دین۔ اس افترائے مبین پر ہم کہہ چکے ہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔

اب اس وقت بھی ظفر علیخان کی جو تکفیر ہوئی سب سے زیادہ اشاعت اسکی اس نے خود کی۔ اور پہلے بھی اگر کسی نے تکفیر کی ہو اور خود زمیندار کو لکھ بھیجا ہو اور اس وقت اسکے دبا دینے میں مصلحت جانی ہو تو اسکا علم دوسروں کو کیونکر ہو۔ ان بیہودگیوں سے سوا اسکے کہ مسلمان برابر زمیندار پر لعنت کرتے رہیں اور کوئی حاصل نہیں ان چالبازیوں سے حکم کفر اٹھ نہیں سکتا۔ اگر وہ کفر سے بچنا چاہتا ہے تو فوراً اس کفر خیز اسلام سوز نظم سے توبہ کرے اور نئے سرے سے مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ توبہ کرے از سر نو اسلام لائے ایمان پر قائم ہو کفر و اسلام میں اسے امتیاز ہو اور اسے اُن غلط کار حامیوں سے نجات دے جو اسکے لئے ایسے ہیں جیسے فرعون کے لئے ہامان تھا۔

علمائے کرام کی اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد برادران اسلام کو تعجب ہوگا کہ مسٹر ظفر علیخان کے کرزن فیشن نوکر سالک کو کیونکر علمائے اسلام کے مدلل بقرآن و حدیث فتوے تکفیر ظفر علیخان پر حرف گیری کا حوصلہ ہوا ہے۔ بت بھی کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی۔ تعجب ہے کہ تاکٹ پانچسو مفتیان ظلافت فتوے تکفیر کے بارہ میں کیوں ساکت ہیں۔ مناسب تھا کہ مسٹر ظفر علی انکے دروازہ پر ایسے اڑے وقت میں دستک دیتے گنڈے کھٹکھٹاتے۔ پھر اگر وہ فتوے کے خلاف قلم اٹھاتے تو بر بنائے جواب

لیڈرانِ خلافت کی پاسداری

یعنی

اُنکی کہانی اُنکی اپنی زبانی

خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران ... گفتہ آید در حدیثِ دیگران

برادرانِ اسلام کو معلوم ہوگا کہ حزب الاحناف کے بعض سابقہ رسالجات میں بمبئی کی "مرکزی خلافت کمیٹی" اور "امرتسر خلافت کمیٹی" کے خزانوں اور اُن کے حساب پر مختصر تبصرہ کیا گیا تھا تا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اُنکا محنت سے کمایا ہوا پیسہ عیار لوگ کسطرح بغیر ڈکار لئے ہضم کر رہے ہیں اور وہ ہرگز اپنے مصرف پر خرچ نہیں ہوتا جسکے لئے دیا جاتا ہے۔ اور تا آئندہ مسلمان اپنی دولت اِن چالبازوں کو دیکر ضائع نہ کریں بلکہ کسی کارِ خیر پر صرف کریں۔ ہماری ناچیز تحریریں الحمدللہ کہ کارگر ثابت ہوئیں۔ پہلے تو لاہور میں خلافت کمیٹی نے چندروزہ حساب کی پڑتال جناب شیخ عمر بخش صاحب وکیل ہائیکورٹ پنجاب لاہور سے کرائی۔ اگرچہ جناب شیخ صاحب ہمارے مسلمہ راستباز اور قابلِ اعتبار و اعتماد متدین بزرگ ہیں مگر اُنکی پڑتالِ حساب کے نتیجہ سے ہم محروم ہیں اور وہ رازِ سربستہ ہم تک نہ پہنچا۔

اسکے بعد امرتسر خلافت کمیٹی کو پڑتالِ حساب کیلئے مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ کمیٹی نے تنظیم کی پڑتالِ حساب کے لئے اپنے ایک نہایت مستند، معزز اور قابلِ اعتبار رکن جماعت تنظیم جناب شیخ غلام محی الدین صاحب کو پڑتالِ حساب پر مقرر کیا۔ شیخ صاحب نے پڑتال کی۔ چونکہ حساب میں بے حساب گڑبڑ تھی لہذا انہوں نے لیڈروں کی عیاریاں پبلک کے پیش کرنیکو رپورٹ مرتب کی جو خلافت والوں نے اپنے پردے فاش ہونیکے خوف سے شائع نہ کی۔ اسپر جناب جرأت پڑتال کنندہ نے حساب میں بدرجہ غایت بددیانتی پاکر رکنیتِ خلافت سے استعفا دیا اور اعلان کیا جسمیں بعض موٹی موٹی رقوم کا ذکر ہے۔ اسکے جواب میں کھسیانے ہوکر خلافت والوں نے بھی اعلان شائع کیا مگر شیخ صاحب بڑے دیانتدار اور دلیر معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے نہایت معقولیت سے اُنکا مندرجہ ذیل اعلان کے ذریعہ جواب دیا اور وہ خود رپورٹ شائع کرنی چاہتے ہیں۔ شیخ صاحب کا اعلان صفحہ آئندہ پر درج ہے۔

"اراکین مجلس منتظمہ خلافت کمیٹی امرتسر کا گمراہ کن اعلان

(ڈاکٹر کچلو و شیخ صادق حسن ممبران جماعت منتظمہ کا استعفا کرنے سے صاف انکار)

سادہ لوح مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانیکی ناپاک کوشش

آج جماعت منتظمہ مجلس خلافت ضلع امرتسر کیطرف سے ایک لمبا چوڑا گمراہ کن اشتہار [illegible] چسپاں پایا گیا جسمیں میرے استعفا کے اعتراضات کو جھٹلانیکی بیہودہ کوشش کیگئی ہے۔ میں تمام مسلمانان امرتسر کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اعلان کرتا ہوں کہ:-

۱- میرے استعفا کی بنیاد عبدالغنی ممبر جماعت منتظمہ کا اخراج ہرگز نہیں (اگرچہ عبدالغنی کا اخراج بھی برانصاف نہ تھا۔

۲- جس شیخ عطاء اللہ کا نام جماعت منتظمہ کی رکنیت کے لئے میں نے پیش کیا تھا وہ میرے استعفا کو مشتہر کرنیوالے نہیں۔ بلکہ وہ اور صاحب ہیں۔

۳- مبلغ ۴۳۲ روپیہ ۴؍ اور مبلغ ۱۰۴ روپیہ ۱۴؍ جو کہ شیخ حسام الدین کے ذمہ تنظیم فنڈ کے ہیں انکا حساب ہرگز ہرگز آجتک پیش نہیں ہوا۔ جبکہ میں حساب کی پڑتال کر رہا تھا تو عبدالکریم خادم نے مجھے بتلایا کہ یہ رقوم نومبر ۱۹۲۴ء میں شیخ صاحب مذکور کو دیگئی تھیں مگر انہوں نے آجتک حساب نہیں دیا۔ جماعت منتظمہ کا یہ لکھنا کہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۵ء کو میری موجودگی میں حساب پیش ہو چکا ہے قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اسکی تہ میں گہری سازش موجود ہے جسکا انکشاف میری مکمل رپورٹ سے ہوگا۔

۴- میں مجلس خلافت کے ریکارڈ سے یہ بات ثابت کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں کہ مولوی داؤد غزنوی نے تنظیم فنڈ سے مبلغ ۱۵۰ روپیہ دسمبر ۱۹۲۴ء میں بغیر منظوری مجلس منتظمہ حاصل کئے۔ کیا مولوی صاحب مذکور خانہ خدا میں آکر اس قسم کی وصولی سے انکار کر سکتے ہیں؟

۵- اراکین جماعت ہذا نے اپنے اشتہار میں تسلیم کیا ہے کہ تنظیم فنڈ وغیرہ میں سے مبلغ ۸۷۵ روپیہ ۱۱؍ مختلف اصحاب کے ذمہ واجب الادا نکلے۔ کیا ان میں مولوی داؤد۔ شیخ حسام الدین مولوی اسمٰعیل غزنوی اور احمد الدین رضاکار شامل نہیں ہیں؟ اور کیا یہ فنڈ لوگوں کو قرض دینے کے لئے جمع کیا گیا تھا؟

۶- جبکہ یہ طے شدہ امر تھا کہ تنظیم فنڈ کی سب کی سب آمدنی مسلم بنک کی تحویل میں رہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ چھ ہزار روپیہ میں سے جو مجموعی تنظیم جمع ہوا صرف دو سو روپیہ

بنک میں بھیجا گیا اور وہ بھی فوراً واپس کر لیا گیا۔ عبدالکریم خاور سکرٹری خلافت کمیٹی کی اس خلاف قانون کارروائی پر مجلس منتظمہ کے اجلاس میں ڈاکٹر کچلو صاحب نے نہایت سختی سے زجر و توبیخ کی جس پر خاور صاحب نے اپنے اس فعل قبیح اور مجرمانہ غفلت کے لیے اظہار تاسف کیا اور معافی مانگی۔ کیا مسٹر خاور اس واقعہ سے انکار کر سکتے ہیں؟

۷۔ میری موجودگی میں کٹڑہ خزانہ قلعہ بھنگیاں اور کٹڑہ کرم سنگھ کے دوکانداروں سے شیخ حسام الدین نے ہر ایک صندوقچی کی قیمت موازی ۱۲؍ وصول کی اور جب یہ معاملہ جماعت منتظمہ میں غازی عبدالرحمان سکرٹری پنجاب خلافت کمیٹی لاہور اور ڈاکٹر کچلو کی موجودگی میں پیش ہوا تو شیخ حسام الدین نے تسلیم کیا کہ میں نے قریباً ایک سو صندوقچیوں کی قیمت وصول کی تھی اور سب کی سب اپنی دوکان کی صندوقچی میں ڈال دی تھی۔ لیکن ان کی صندوقچی سے تقریباً ۹ روپے برآمد ہوئے۔ مسلمانانِ امرتسر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آیا اراکینِ جماعت مذکور نے کسقدر روپیہ ولیری سے شرمناک غلط بیانی سے کام لیا ہے کیا شیخ صاحب اس سے انکاری ہیں؟

۸۔ کیا یہ امر واقع نہیں کہ غلام محمد رضاکار نے مبلغ ۲۸۵ روپے کا کھدر مولوی اسمٰعیل غزنوی کو برائے فروخت دیا۔ مگر چونکہ مولوی مذکور نے وہ روپے رضاکار کو نہ دیئے اس پر تنظیم فنڈ سے یہ رقم رضاکار مذکور کو ادا کر دی گئی۔ کیا یہ شعبہ بھی تنظیم کے پروگرام میں شامل ہے؟

۹۔ کیا یہ امر واقع نہیں کہ جیکہ ہال بازار میں ایک غریب الوطن مر گیا تو خلافت والوں سے کفن طلب کیا گیا مگر وہاں سے کورا جواب ملا۔ جس پر اہالیان محلہ نے تنظیم فنڈ کی تمام صندوقچیاں اتار دیں۔ کیا غریبوں کی مدد کرنا تنظیم کے پروگرام میں شامل نہیں؟

۱۰۔ ایک شخص مسمی غلام محمد ساکنہ کٹڑہ خزانہ امرتسر خلافت کمیٹی کی امداد کے انتظار میں جان توڑ کر مر گیا۔ خلافت والوں نے باوجود پیہم تحریری اور زبانی درخواستوں کے کوئی مدد نہ کی۔ کیا یہ فعل شرمناک اور بیہودہ نہ تھا؟

۱۱۔ کیا یہ امر واقع نہیں کہ شیخ حسام الدین نے مبلغ ۱۳۵ روپے اندرون قلعہ بھنگیاں کے مسلمانوں سے انہیں اس غرض سے دیئے تھے کہ وہ تنظیم فنڈ میں جمع کرا دیں مگر انہوں نے سات ماہ تک اپنی تحویل میں رکھے؟ اور کیا وہ محلہ مذکور کے مسلمانوں کو یہ کہتے رہے کہ وہ یہ روپے جمع کرا چکے ہیں؟ جب مولوی داؤد صاحب غزنوی اور عبدالکریم صاحب خاور سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ رقم جمع نہیں کرائی گئی۔ کیا اس سے صاف پتہ نہیں چلتا

کہ شیخ حسام الدین یہ رقم ہضم کر چکے تھے؟

انکے علاوہ کیا یہ امر واقع نہیں کہ مولوی داؤد صاحب غزنوی نے خلافت فنڈ کا مبلغ چھ ہزار روپیہ بغیر ڈکار کے ہضم کر لیا۔ اور جب ڈاکٹر کچلو صاحب نے مولانا شوکت علی صاحب کے ایما سے بموجودگی میاں قمر الدین خان و چند دیگر اصحاب اسکا حساب طلب کیا تو مولوی صاحب مذکور کے جواب سے صاف پتہ چلا کہ وہ یہ روپیہ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کر چکے ہیں۔ کیا مولوی صاحب اس سے منکر ہیں۔ اور اب بھی وہ چھ ہزار کا حساب مسلمانوں کو دے سکتے ہیں؟

مولوی عبد الغفار اور شیخ حسام الدین نے تنظیم فنڈ کا مبلغ ۵۰۰ روپیہ اور بغیر منظوری مجلس میونسپل الیکشن کے رجسٹر تیار کروانے پر صرف کیا جس پر ڈاکٹر کچلو صاحب نے یہ روپیہ اُن سے طلب کیا۔ اور غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی کو ایسے بیہودہ طریق پر ضائع ہوتے دیکھکر سخت برافروختہ ہوئے۔

کیا یہ ہر دو اصحاب اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ اور کیا یہ کام بھی تنظیم کے پروگرام میں شامل تھا؟۔

مسلمانانِ امرتسر کو معلوم ہے کہ مجلس منتظمہ کے سب سے بلند پایہ اور ذمہ دار رکن سیف الملت جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو ہیں جنہوں نے خود میرے سامنے فرمایا۔ "میں نے تنظیم فنڈ اسلئے جاری کیا تھا کہ غریب مسلمانوں کے لیے دستکاری کے سکول جاری ہوں گے۔ یتامیٰ اور بیوگان کی پرورش کیجاوے گی۔ نائٹ سکول اور ہسپتال اپنے ہوں گے۔ بنک اور کارخانے کھولے جائینگے۔ مسلمانوں کی تجارت کو فروغ حاصل ہوگا۔ مساجد کی اصلاح کی جائیگی۔ مگر مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ غریب اور مفلس قوم کا کئی ہزار روپیہ اِدھر اُدھر کے کاموں میں صرف کر دیا گیا۔ میں نے خلافت والوں کو تین دفعہ موقع دیا کہ وہ کام کریں۔ مگر انہوں نے میرے کہنے پر کوئی توجہ نہیں کی اور نہ میرے بار بار اصرار کرنے پر کوئی حساب شائع کیا"۔

میرے پیارے غریب مسلمانو! اگر جملہ واقعات جو خلافت والوں نے اپنے اشتہار میں تفصیل سے شائع کئے ہیں مبنی بر صداقت ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ

ڈاکٹر کچلو صاحب شیخ صادق حسن صاحب۔ شیخ محمد صادق صاحب اور مولانا ثناء اللہ صاحب جو جماعت منتظمہ میں شامل ہیں اس اشتہار پر دستخط نہ کرتے۔ ان واقعات کے لغو۔ بیہودہ اور بے بنیاد ہونے کا سب سے بڑا یہی ثبوت ہے۔

میں اراکین مجلس خلافت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا غریب قوم کے تقریباً چھ ہزار روپے میں سے صرف آٹھ آنے ایک غریب الوطن کو نہ دیئے گئے۔ اور بقایا روپے مولوی داؤد اور مولوی عبدالغفار صاحبان کے سفر خرچوں۔ الیکشن کے رجسٹروں۔ دفتر خلافت کمیٹی کے کرایہ۔ خاور صاحب کی تنخواہ خاور صاحب کے لئے بجلی کے پنکھے اور تانگے اور دیگر ایسی ہی بیہودہ مدات میں صرف نہیں ہوا؟ کیا ان واقعات کو جھٹلایا جا سکتا ہے؟ کیا یہ روپے اپنی فضول خرچیوں کے لئے جمع کیا گیا تھا؟

میں آخر میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے ان تمام صحیح اعتراضات کو مسلمانان امرتسر کے روبرو شیخ خیرالدین صاحب مرحوم کی مسجد میں ثابت کرنے کو ہر وقت تیار رہوں جو میں نے اپنے استعفا یا اس اشتہار میں درج کئے ہیں۔ اور اسکے لئے میں جناب سیف الملت و شیخ صادق حسن صاحب ایم۔ ایل۔ اے کو اپنے ثالث مقرر کرتا ہوں۔

میں مسلمانوں پر واضح کر دوں گا کہ انکے گاڑھے پسینہ کی کمائی کس بے دردی۔ لاپرواہی اور بیباکانہ انداز میں خلاف قانون اور شرمناک طریق سے ضائع کی گئی۔

اور ساتھ ہی میں سادہ لوح مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بقول "آزمودہ را آزمودن خطا است" ان غلط کار کارکنوں کی باتوں پر کان نہ دھریں اور ڈاکٹر سیف الدین صاحب بالقابہ کے آخری اور صحیح فیصلہ کا انتظار کریں۔

المشتہر

شیخ غلام محی الدین سابق رکن جماعت منتظمہ مجلس خلافت امرتسر

نوٹ:- ڈاکٹر کچلو صاحب کا اسکے بعد اور کوئی فیصلہ تو ہمنے سنا نہیں البتہ یہ سنا ہے کہ وہ اب خلافت سے الگ ہو گئے ہیں۔ اس سے ناظرین لیڈران خلافت کی دیانتداری کے متعلق بخوبی آخری نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں اور یہ امر بھی بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ جو روپیہ خلافت کے نام پر لیا جاتا ہے وہ کن نیک کاموں پر صرف ہوتا ہے۔

ہمیشہ سنت رحمن   **فتویٰ**   محمد و نصلی علی رسولہ الکریم

(منقول از مطبوعہ)

غیر مقلدین (وہابی) اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں انکے ساتھ نماز و مجالست وغیرہ ناجائز ہے

مصدقہ علمائے دہلی و کانپور و دیوبند وغیرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت والجماعت اس امر میں کہ یہ گروہ غیر مقلدین اہلسنت جماعت میں داخل ہیں یا مثل اور فرقہ ہائے ضالہ کے اہلسنت سے خارج ہیں۔ ۲ انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی مسجدوں میں آنے دینا درست ہے یا نہیں۔ ۳ اور انکے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۱ ۔ جواب سوال اول کا یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین جنکی علامت ظاہری اس ملک میں آمین بالجہر کہنا اور رفع یدین اور نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے الحمد پڑھنا ہے اہلسنت سے خارج ہیں اور مثل دیگر فرقہ ضالہ رافضی خارجی وغیرہما کے ہیں کیونکہ انکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہلسنت کے ہیں چنانچہ بطور نمونہ چند عقائد اور مسائل انکے بیان کئے جاتے ہیں **عقائد** (۱) یہ ہے کہ خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں۔ چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۵ میں مندرج ہے (۲) حالانکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں مگر مولوی حسین خان اپنی کتاب ردّ تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۲ میں انبیا علیہم السلام سے بھول چوک کا احکام دینی میں مقر ہے اور اسکی صحت پر مولوی نذیر حسین صاحب و شریف حسین صاحب وغیرہما اکابر غیر مقلدین کے مہر ہیں ۳۔ یہ ہے کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ نصر المومنین مصنفہ اخون صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲۲ و ۱۹۶ میں الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں سب کے نہیں حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین سب کے ہیں۔ ۴۔ حدیث آحاد یعنی سوا حدیث متواتر کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوا ایک دو معجزے کے صادر نہیں ہوا کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہیں چنانچہ کتاب دلیل المحکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی میں موجود ہے۔ ۵ اجماع کل امت جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہیں ہے۔ چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۳ اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۱۴۴ میں موجود ہے ۶۔ مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں چنانچہ معیار الحق کے صفحہ ۷۹ میں اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۶۰ میں درج ہے۔ ۷۔ رسالہ رجعت کے قائل ہیں یعنے حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں سب مردے جو انکی صحبت میں مرے ہیں قبروں سے قبل قیامت زندہ ہو کر انسے مستفید ہونگے۔ چنانچہ کتاب دراسات اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۹۶ میں موجود ہے۔ ۸۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ارث نہ دینے میں خطا پر ہیں چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۲۱ میں موجود ہے ۹ حضرت

ابو بکر صدیق رض حضرت فاطمہ زہرا رض کے ساتھ اور حضرت عمر رض حضرت علی رض کے ساتھ کینہ رکھتے تھے چنانچہ کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ محمدی معروف جہاد ساکن مؤ متصل الہ آباد کے صفحہ ۶۹ میں موجود ہے (۲) بیکس چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے تبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور (سلسلہ ہائے) چشتیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کافر ہیں اسی کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۷ و ۸ میں مذکور ہے۔

عملیات (۱) پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جبتک کہ اسکا رنگ اور بو اور مزہ تینوں نہ بدلیں چنانچہ طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال تصحیح شدہ مولوی نذیر حسین کا کے صفحہ ۶ و ۷ میں جو مولوی محمد شاہ صاحب کے پاس ہے مرقوم ہے جسکا یہ مطلب ہوا کہ ایک پیالے پانی میں یا ایک گھڑے میں اسقدر گو یا موت یا شراب پڑ جائے کہ جس سے اسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلے یا اسمیں کتا یا سور منہ ڈالے یا کسی کنوئیں میں سور و کتا ڈوب کر مر جائے وہ پانی پاک ہے اس سے وضو نماز درست ہے (۲) لڑکے شیرخوار کا پیشاب پاک ہے چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں مذکور ہے (۳) وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے چنانچہ فتاوی ابراہیمیہ مصنفہ مولوی محمد ابراہیم غیر مقلد کے صفحہ ۱۵ مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش الہ آباد میں درج ہے (۴) پیشاب کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت ہے اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعتی انکے نزدیک دوزخی ہے چنانچہ کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۱۹ - ۲۰ و ۳۷ میں تصریح ہے خلاصہ یہ ہوا کہ استنجا کرنیوالے دوزخی ہوتا ہے (۵) جو کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ رد تکذیر آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید نو مسلم شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲۰ میں موجود ہے (۶) آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا ثلث سے زائد عبادت کرنا جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رح وغیرہ سے ثابت ہے انکے نزدیک گناہ ہے (۷) مال تجارت میں اور سوائے اونٹ گائے بکری کے اور جانوروں میں مثل بھینس بھیڑ وغیرہ کی زکوٰۃ واجب نہیں چنانچہ طریقہ محمدیہ تصنیف صدیق حسن خان ترجمہ درر بہیہ مؤلفہ قاضی شوکانی کے صفحہ ۷۰ و ۷۱ میں مذکور ہے خلاصہ یہ ہوا کہ تجارت کے مال میں خواہ کروڑہا روپیہ کا ہو اور بھینس و بھیڑ خواہ کروڑہا ہوں زکوٰۃ نہیں ہے (۸) خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو اور ماں جدا اس کے اسکے بھانجے کا نکاح درست ہے چنانچہ فتوی مہری مولوی عبدالقادر غیر مقلدین شاگرد مولوی نذیر حسین ساکن دہلی امام کالی مسجد کہ جسپر بلا انکار مولوی نذیر حسین کی مہر ہے موجود ہے اور وہ فتوی کاتب الحروف کے بعض احباب کے پاس موجود ہے (۹) ایکبار طلاق سے زوجہ کو طلاق دی ہوں یا تین اور بیچ میں رجوع نہ کیا ہو تو وہ طلاق بائن طلاق واقع نہ ہوگی اور اسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ کے درست ہو جاویگی چنانچہ کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۲۰۹ میں مذکور ہے حالانکہ یہ بالکل خلاف ہے قرآن مجید اور

تمام اہل اسلام کے۔ ۱۰۔ مرد پر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیزوں کا چنانچہ طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ میں مذکور ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو
خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ یا ہجڑا چاندی کی پازیب بالی بالیاں کنگن وغیرہ سب درست ہیں۔ ۱۱۔ ایک رسالہ انکا یہ ہے پنیر جو
شام میں سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اُسکا مشہور تھا اور چربی کہ جنمیں سور کی چربی پڑنی مشہور تھی حضرت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ فتوے مُہری مولوی عطا محمد میں ہے جو رسالہ
اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند واقع لاہور میں مندرج ہے اور اس رسالہ میں مولوی نذیر حسین صاحب وغیرہ کی مہریاں
موجود ہیں اور اس رسالہ کے چھپوانے میں مولوی نذیر حسین صاحب نے کوشش تام فرمائی چنانچہ مصنف رسالہ مذکور
شروع میں اس امر پر تصریح کرتا ہے نعوذ باللہ من ذالک **جواب سوال دوم** غیر مقلدوں سے مخالطت و مجالست
اور انکو اپنی خوشی سے اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے، کیونکہ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت
ہیں نہ اہل سنت اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہے۔ قال الغوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی
فی غنیۃ الطالبین قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابی فجعلہم انصاری واصہاری
وانہ سیجیئ فی اخر الزمان قوم ینقصونہم فلا تواکلوہم ولا تناکحوہم ولا تصلوا علیہم۔ انتہی۔ اور حضرت
شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں اس آیت وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ کی تفسیر میں فرمایا ہے در حقائق
التنزیل مذکور است کہ سہل ابن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَہٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَاْنَسُ اِلَی
الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُوَاکِلُہٗ وَلَا یُشَارِبُہٗ وَیُظْهِرُ مِنْ نَفْسِہٖ الْعَدَاوَۃَ وَمَنْ دَاهَنَ مُبْتَدِعًا سَلَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حَلَاوَۃَ
الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلَی الْمُبْتَدِعِ نَزَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرَ اِیْمَانِہٖ مِنْ قَلْبِہٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ از
بدعتیان انس نگیرد و ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت
آں از وے برگیرند۔ انتہی کلام شاہ عبد العزیز۔ طحطاوی نے حاشیہ در مختار کے کتاب الذبائح میں فرمایا ہے
وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون
والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة في ذالك الزمان فهو من
اهل البدعة والنار انتهى۔ اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ میں موجود ہے خوفاً اسی قدر قلیل پر
اختصار کیا گیا۔ **جواب سوال سوم**۔ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست
نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں۔

کما لا یخفی۔ | **مواہیر و دستخط علمائے دہلی و کانپور وغیرہ**

قاضی شیخ احمد۔ محمد عادل حاکم محکمہ شرع۔ محمد علی۔ محمد عبید اللہ الحسینی۔ محمد عبد الحق۔ سید مصطفی علی احمد

خورشید جاہ نثار محمد عمر بن کریم اللہ۔ ورود جہاں سید محمد شاہ۔ محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ دہلی۔ فقیر محمد حسین

بندہ الٰہی بخش عاصم ۔ سید محمد نذیر ۔ محمد عبد النبی ۔ محمد عبد الرؤف ۔ محمد عبد الغفور

عبد العزیز ۔ سید محمد اسمٰعیل ۔ عبد الرحمٰن ۔ ابی عبد اللہ ۔ محمد عبد العزیز ۔ بگزار عالم محمد گلاب ۔

محمد کرامت اللہ عفی عنہ ۔ محمد خان سپہدار ۔ حافظ عبد الحق ۔ ہو الحکیم الرشید ۔ حاجی محمد جی محمد عبد الکریم محمد حبیب الدین

احمد حسن ۔ عبد محمد یوسف ۔ قاضی محمد نصیر الدین احمد ۔ محمد امیر الدین ۔ محمد ظہور الاسلام ۔ فخر الحسن ۔ محمد فتح محمد فاروقی

محمد ظہور الحمید ۔ ابو الجیش محمد مہدی ۔ الراجی غفران اللطیف محمد عبد الرحمٰن الشریف ۔ فیض الحسن ۔ نور النبی

علم شد از فیض قاسم قسمت عبد الحکیم ۔ امید دار شفاعت محمد یعقوب ۔ محمد عبد الخالق ۔ محمد حامد علی ۔

محمد عبد الجبار ۔ محمد ظہیر الدین ۔ علی محمد ۔ محمد عبد الصمد ۔ ذالک فضل اللہ ۔ محمد وجد اللہ ۔

مواہیر و دستخط علمائے دیوبند ۔ اندور شہر و چھاونی ۔ اور مصطفےٰ آباد (رامپور) وغیرہ

عبد الرحمن پانی پتی ۔ عبد العلی ۔ عبد الرحمٰن ۔ حبیب الرحمن ۔ محمد یعقوب ۔ محمد محمود ۔ اسمٰہ احمد محمد جمیل الدین عفی عنہ

قادر علی عفی اللہ عنہ ۔ محمد اسحاق ولد مولوی عبد العزیز ۔ محمد اکبر علی احسن الدین ۔ ربنا حیینا بالسلام ۔

خادم شرع رسول اللہ قاضی محمد ہدایت اللہ ۔ سید حسن علی اندوری ۔ عبد الحمید اندوری ۔ حافظ محمد حسین خاں اندوری

احمد جان ولایتی اندوری ۔ خادم العلما عبد الواحد ۔ سید محمد یعقوب پنجابی اندوری ۔ محمد عثمان ساکن اندور

سید غیاث الدین سکنہ عدن ۔ خیر خواہ مسلمین محمد علاؤ الدین ۔ قاضی محمد اکرم ۔ فقیر عبد اللہ قاضی چھاونی اندور

شیخ لال محمد چھاونی ۔ محمد عبد العلی ۔ محمد ارشاد حسین حنفی ۔ محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ ۔ محمد گوہر علی عفی عنہ ۔

محمد یعقوب علی عفی عنہ ۔ سیف الدین خان تعلم خود ۔ محمود عالم ۔ مولوی بلبل تعلم خود ۔ سید حبیب احمد ۔

حضرت شاہ عفی عنہ ۔ سید عبد الحق ۔ عابد حسن عفی عنہ ۔ محمد عابد حسن حنفی ۔ محمد کریم اللہ ۔ محمد حسن ۔

فدائے احمد ۔ سعید الرحمٰن مجددی ۔ سعید احمد ۔ ولی النبی ۔ ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

محمد عبد الجلیل بن محمد عبد الحق خان ۔ سید محمد ضیاء الحق عفی عنہ ۔ محمد عبد اللہ ۔ محمد فضل الرحمٰن خان ۔

محمد عبد القادر ۔ عبد القادر خان ولد عبد الجبار خان ۔ محمد عبد الکریم ۔

المشتہر

الراجی الی رحمۃ ربہ المجید ابو الفضل **محمد عبد الحمید** المومی موطناً والحنفی مذہباً والقادری مشرباً

(حسب فرمائش اکمل پریس کاٹن پریس بہرائچ میں چھپا)

حزب الاحناف کا پہلا کام

ایک مکمل مدرسہ حنفیہ کا قیام تھا

جو خدا کے فضل و کرم سے قائم ہو گیا ہے،

برادرانِ احناف! کسی قوم کی حیات و ممات کا دار و مدار قومی روایات کے بقا و فقدان پر ہے اور قومی روایات کا بقا بغیر علوم کے محال۔ اسوقت چاروں طرف الحاد و زندقہ کی جو آندھیاں چل رہی ہیں اور پیروانِ اسلام بھی لامذہبی کی طرف جھک رہے ہیں یہ سب علوم اسلامیہ کی کمی اور قومی روایات سے عدم توجہی کے باعث ہے۔

قبل ازیں اگرچہ لاہور میں ایک آدھ انجمن اپنی بساط کے مطابق اس خدمت کو انجام دے رہی ہے لیکن اول تو بقول "ایک انار صد بیمار" وہ اس عظیم الشان قومی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ دوم اسکے قواعدِ داخلہ ایسے تجویز ہوئے ہیں کہ ہر خطۂ ملک کے طالبانِ علوم داخلِ درس نہیں ہو سکتے وغیرہ۔

ان تمام امور کو ملحوظ رکھکر نیازمند اراکین **حزب الاحناف** نے خداوند کریم کے بھروسہ پر **مسجد وزیر خان مرحوم میں مدرسہ حنفیہ کی بنیاد رکھدی ہے** تاکہ اس درسگاہ سے جو طالبانِ علم فارغ التحصیل ہو کر نکلیں وہ خود اتباعِ سلف کے زندہ نمونے ہوں اور اشاعتِ اسلام سے دوسروں کو اتباعِ سلف کی ہدایت کریں۔

اسوقت **۲۱** طلبا علوم حدیث۔ فقہ۔ صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم پا رہے ہیں جنکا نان و نفقہ اور کتب وغیرہ کی بہم رسانی **حزب الاحناف** کے ذمہ ہے۔ اگرچہ مدرسین کی سخت کمی ہے لیکن بہر دست مخدوم العصر حضرت مولانا ابو محمد **محمد دیدار علیشاہ صاحب** مدظلہ اور آپکے فرزند ارجمند حضرت مولانا **سید احمد صاحب** سلمہ یہ کام کمال مہربانی سے بلا معاوضہ کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے لاہور کے غیرتمند **برادران اسلام بہت جلد اپنے خادم برادران اراکین حزب الاحناف کا ہاتھ بٹائیں تاکہ سرمایہ کافی جمع ہو جانے سے جن علمائے دہر متعلمین کا خیال ہے انکی خدمات** حاصل کی جائیں۔ اور نئے آنیوالے طلباء کو کمی مصارف کے سبب واپس نہ کرنا پڑے۔

حزب الاحناف جناب مرزا ظفر علی خان صاحب بالقابہ جج ہائیکورٹ لاہور متولی مسجد وزیر خان مرحوم کی از حد ممنون ہے جو ہر طرح سے مدد کی امداد کر رہے ہیں۔

نیازمند اراکین حزب الاحناف لاہور